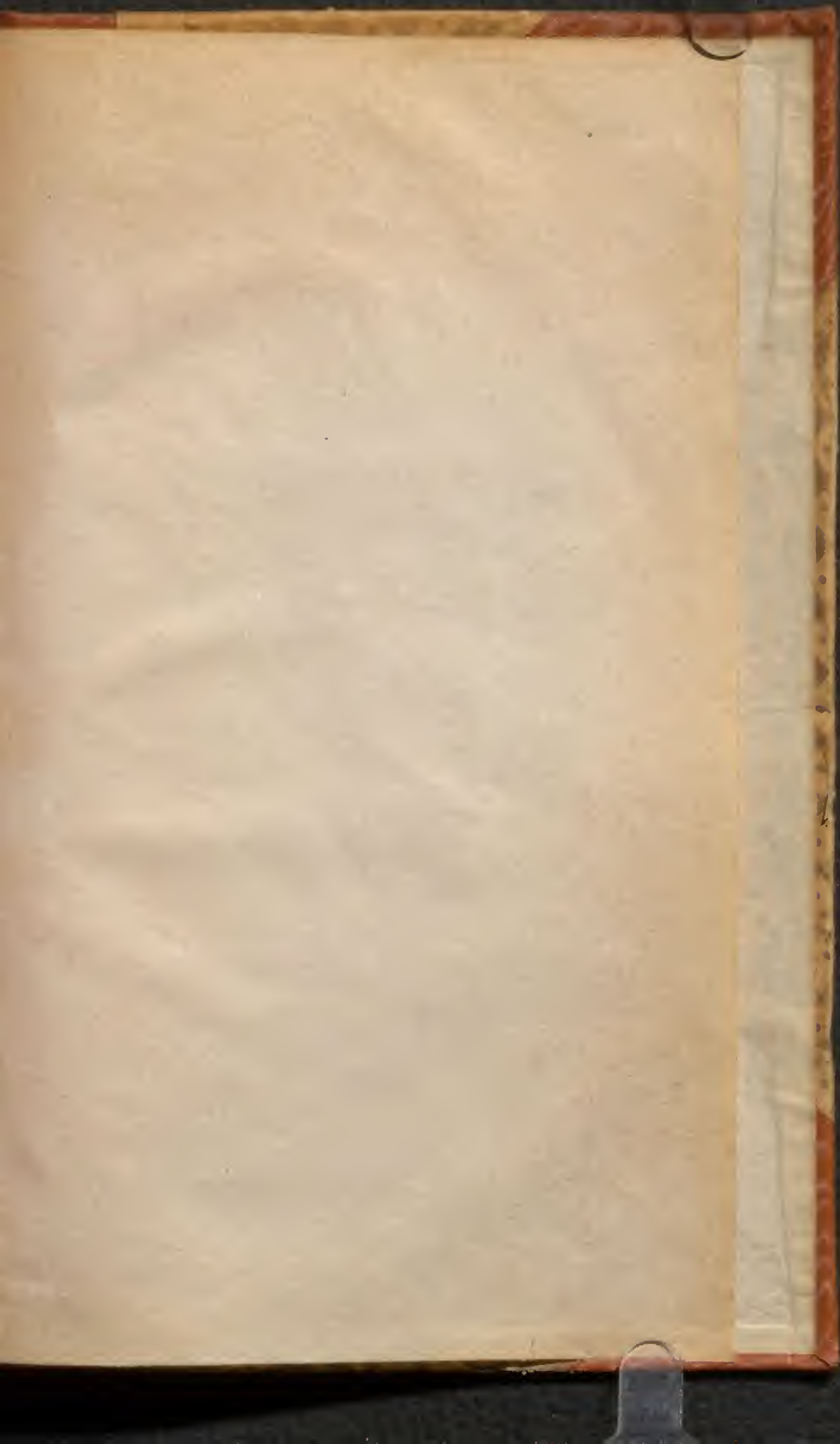

McGill University Library
3 103 223 571 I





اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

نواب امیر خان

بانی ریاست ٹونک

مُصنّفہٗ

اکبر شاہ خان نجیب آبادی

باہتمام سید فدا حسین بی اے علیگ

در یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ مطبوع شد

قیمت: سنہ ۱۹۳۱ء

مندرجہ ذیل کتابیں فروخت کیلئے موجود ہیں

کتاب کا نام	مصنّف کا نام	قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک
آئینۂ حقیقت نما جلد اول	اکبر شاہ خاں نجیب آبادی	عہ/
" جلد دوم	"	۸ع/
قول حق	"	عا/
گائے اور اسکی تاریخی عظمت	"	۴/
وید اور اسکی قدامت	"	۴/
جنگ انگورہ	"	۴/
نواب امیر خاں	"	۵ ./
مسلمانان اندلس	"	۳./
خانجہاں لودی	"	۶/
خواص خاں ولی	"	۸/
پردہ پر ایک نظر	"	۳/
تاریخ اسلام جلد اول	"	المعہ/
" جلد دوم	"	سے/
سپاہیانہ زندگی	"	عمر/
آئینہ قوم	"	۴/
تاریخ مرہٹہ	مولوی محمد ادریس خاں نجیب آبادی	

فرمایش اس پتہ سے بھیجئے:- منیجر عبرت نجیب آباد

إنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

نواب امیر خان

بانیٔ ریاست ٹونک

مصنّفہ

اکبر شاہ خان نجیب آبادی

باہتمام

سید فدا حسین بی اے (علیگ)

یونائیٹڈ انڈیا پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ خاتم النبیین

امّا بعد

قارئین کرام کی خدمتمیں مؤدبانہ ملتجی ہوں کہ میں نے روہیلکھنڈ کے قابل فخر جوانمرد نواب امیر خان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ سنہ ۱۹۲۲ء میں رسالہ عبرت کیلئے لکھا تھا آج ایک مستقل تصنیف کی حیثیت سے چھپنے کیلئے پریس میں بھیج رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے قوم کے آرام طلب اور پست ہمت نوجوانوں میں جوش عمل اور مشکلات کے مقابلہ میں ہمت نہ ہارنے کی صفت محمودہ پیدا ہو سکیگی۔ ؎

در عالم فقر بے نشانی اولیٰ ‏ ‏ ‏ در قصۂ عشق بے زبانی اولیٰ

زانکس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود ‏ ‏ ‏ گفتن بطریق ترجمانی اولیٰ

۱۵ اپریل سنہ ۳۱ء ‏ ‏ ‏ اکبر شاہ خاں نجیب آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

تمہید ہندوستان میں خاندان تیموریہ کا عظیم الشان ایوان سلطنت بہادر شاہ ابن عالمگیر کے زمانہ سے منہدم ہونا شروع ہو کر شاہ عالم کے عہد میں زمین کے برابر ہو چکا تھا۔ غازی الدین شجاع الدولہ آدینہ بیگ وغیرہ ہندوستان سے اسلامی طاقت کے مٹانے میں اپنی ناعاقبت اندیشانہ اور خود غرضانہ کوششیں کام میں لا چکے تھے۔ مرہٹوں کی یکایک اُبھرنے اور بہت جلد مٹ جانیوالی حکومت طاقت پانی پت کے میدان میں بہت کچھ برباد ہو گئی تھی۔ بنگال، مدراس و بمبئی وغیرہ کے ساحلی علاقوں میں فرنگیوں نے بھی عاملانہ و حاکمانہ قدم جما لئے تھے۔ انگریزوں کی تدابیر یورپ کی دوسری قوموں کو ہندوستان سے بے دخل کر چکی تھیں حیدر علی اور ٹیپو سلطان رحمہا اللہ تعالےٰ نے دکن میں اور افغانان روہیلکھنڈ نے شمالی ہند میں اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ ہندوستان کی شہنشاہی مسلمانوں کے سوا کسی دوسری قوم کے حصہ میں نہیں آ سکتی، اٹھارھویں صدی عیسوی کے آخری حصہ میں انگریزوں نے نظام حیدرآباد کو اپنا معاون بنا کر دکن کی اسلامی سلطنت میسور کو تباہ اور شجاع الدولہ حاکم اودھ کو شریک کار بنا کر شمالی ہند کی سب سے زیادہ شائستہ اور ہونہار اسلامی طاقت یعنی افغانان روہیلکھنڈ کو برباد کر کے بظاہر سکھوں، راجپوتوں، مرہٹوں اور مسلمانوں کی طاقتوں میں مساوات پیدا کر دی تھی، یہ دیکھ کر کہ افغانستان کے پہاڑوں سے کوئی شاہ درانی نہیں آ سکتا۔ میسور میں کوئی حیدر علی پیدا نہیں ہو سکتا اور یہ معلوم کر کے کہ تمام بہار و بنگالہ انگریزوں کے تصرف میں ہے۔ اودھ کا نواب وزیر انگریزوں کی سیادت سرپرستی تسلیم کر چکا ہے، مرہٹے وسط ہند اور اکثر جنوبی اقطاع پر متصرف ہیں۔ نظام حیدرآباد کو اپنی جان اور ریاست حیدرآباد کی حدود کا

بچانا دشوار ہو رہا ہو، پنجاب میں سکھوں کی سلطنت قائم ہو چکی ہو، ظاہر بین نگاہیں اور ناتمام عقلیں فیصلہ کر چکی تھیں کہ اب جلد جلد ترقی کرنیوالی انگریزوں کی قوم کو صرف سکھوں اور مرہٹوں ہی سے مقابلہ کرنا پڑیگا، لیکن مستقبل قریب نے بہت جلد بتا دیا کہ روہیلکھنڈ کی سرزمین پر بود و باش رکھنے والے افغانوں میں علی محمد خاں، حافظ رحمت خاں، نجیب خاں، دوندے خاں، وغیرہ دوبارہ بھی پیدا ہو سکتے، اور نہ صرف پانی پت کے میدان میں چھ سات گنی تعداد کے حریفوں کو شکست فاش دے سکتے بلکہ ہندوستان کے ہر کوہ و بیاباں اور ہر شہر و میدان میں رستم و اسفندیار کے افسانوں کو حقیقت کی صورت میں دکھا سکتے اور خالد و ضرار کی محیر العقول صف شکنی کے نمونے عالم وجود میں لا سکتے ہیں

آج روہیلکھنڈ کے اس فرزند رشید مرد فرید کا تذکرہ لکھنا مقصود ہو جس کی ہمت مردانہ اور کوشش شجاعانہ کے نتیجہ میں ہندوستان کے قریب ایک تہائی رقبہ پر با اختیار ہندوستانی رؤسا حکمراں نظر آتے ہیں اسی کے کارناموں کا اثر تھا کہ انگریزی شہنشاہی کے ایوان رفیع کی تعمیر کے وقت ہندوستانیوں کو ایسا نہیں سمجھا گیا تھا جیسا کہ آج سمجھا جاتا ہو اور یہی سبب تھا کہ لارڈ کرزن نے ہندوستانی رؤسا کی جو حیثیت و حقیقت تشخیص کی تھی وہ اٹھارھویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے ابتدا میں کسی انگریز کو محسوس نہیں ہو سکی تھی، روہیلکھنڈ کے اس ہمت و شجاعت بنیاد اور مروت و فتوت دستگاہ مرد با خدا نے ہندوستانیوں کی مشہور کم ہمتی، ذریعیت پر چند روز کے لئے ایسا پردہ ڈال دیا کہ شیر کی کھال میں گیدڑ چھپا ہوا تھا دیکھنے والوں کو شیر ہی نظر آتی رہی۔

دنیا میں آج جس بدعہدی، بیوفائی، اور خود مطلبی نے سر اٹھا رکھا اور اہل عالم کو نالاں و گریاں بنا کر روز رستاخیز اور شور نشور کا نمونہ دکھایا ہو، ہندوستان کے اس [illegible] پاک فطرت جوانمرد نے اسکے خلاف نیک نیتی و خدا پرستی، بزرگ نفسی اور [illegible] عظیم و اعلیٰ نمونے دکھائے کہ آج کی چالاک خود غرض دنیا ان کو غیر ممکن افسانے اور [illegible] کہانیاں سمجھنے پر مجبور ہوگی۔ بہر حال مسلمانان عالم، بالخصوص مسلمانان ہند، [illegible]

مسلمانوں اور روہیلکھنڈ کے پٹھانوں کو نواب امیر خاں کے حالات ضرور غور و تامل کے ساتھ
مطالعہ کرنے چاہئیں کہ جس شخص کو "امیر خاں پنڈارہ" "امیر خاں لٹیرا" اور "امیر خاں ڈاکو"
کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے وہ حقیقت میں کیا تھا اور اس کی اصلی تصویر کس قدر دلربائی اور
خوش ادائی اپنے اندر رکھتی ہے۔

خاندان، وطن، لڑکپن یاغستان کے پہاڑوں میں علاقہ بونیر کے موضع چاہڑ
میں سالار زئی پٹھانوں کا ایک خاندان اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط میں بودوباش
رکھتا تھا۔ بزرگ خاندان کالے خاں کے بیٹے طالع خاں بعہد محمد شاہ بادشاہ دہلی وطن مالوف
سے رخت سفر مرتب کر کے عازم ہندوستان ہوئے اور پھر کبھی لوٹ کر واپس نہ جا سکے۔ اس
زمانہ میں ایک شخص ریان خاں جمعدار صاحب عزم و ہمت سردار تھا۔ طالع خاں کی جمعدار موصوف
سے گہری دوستی ہوگئی اور انھوں نے شہر سنبھل ضلع مراد آباد کے محلہ سرائے ترین میں
طرح اقامت ڈال کر چند واقعہ طلب اور باہمت افغانوں کو اپنے شامل حال کر کے اس بدامنی
وضعف سلطنت کے زمانہ میں ڈاکہ زنی شروع کر کے وہ اعتبار پیدا کر لیا کہ اس ضلع کے
کسی صاحب علاقہ کو جب کوئی مہم پیش آتی اور شمشیر و سناں کے ذریعہ کام کا سرانجام ضروری ہوتا
تو طالع خاں کے پاس پیغام بھیجتا اور مہم کے سر کرنے کے معاوضہ میں کوئی رقم متعین
کر کے اپنا کام نکال لیتا۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ علی محمد خاں نے مراد آباد کے عامل ہرنند کو قتل
کر کے قریباً تمام روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لیا تھا۔ علی محمد خاں چونکہ خود سپاہی پیشہ اور بہادروں کا
قدردان تھا لہٰذا طالع خاں دیر تک علی محمد خاں سے جدا نہ رہ سکے اور جلدی ہی علی محمد خاں
کی فوج میں نوکر ہو گئے۔ علی محمد خاں کی وفات کے بعد طالع خاں زیادہ دنوں زندہ نہ رہے۔
طالع خاں کی وفات کے وقت ان کے بیٹے محمد حیات خاں بہت خورد سال تھے۔ جوان ہو کر
نواب دوندے خاں کی سرکار میں نوکر ہوئے۔ جب نواب دوندے خاں نے وفات پائی تو
محمد حیات خاں نے کسی دوسرے کی ملازمت پسند نہ کر کے اپنی زاد بوم مقام سنبھل کی راہ لی

اور حضرت شیخ یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد خدا آگاہ کی صحبت سے مستفید ہو کر اوقات عزیز کا
اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں بسر کرنا شروع کر دیا محمد حیات خاں علوم رسمی سے واقف تھے
اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذران کے لیئے زراعت کو ذریعۂ معاش بنا کر تمام عمر فراغت و
آسودگی اور بے تعلقی میں بسر کر دی۔

سنہ ۱۱۸۲ھ میں محمد حیات خاں کے بیٹے امیر خاں پیدا ہوئے۔ امیر خاں نے
جب ذرا ہوش سنبھالا تو بے اجازت والدین سنبھل سے نوکری کی تلاش میں چل دیئے اول
لکھنؤ پہونچے۔ جب کوئی صورت حسب مراد پیدا نہوئی تو لکھنؤ سے چل کر نواب غلام قادر خاں کے
لشکر میں پہونچے اور بطور اُمیدوار میرٹھ تک ہمراہ لشکر گئے، نواب غلام قادر خاں کے لشکر میں
بھی کوئی جگہ نہ مل سکی میرٹھ سے دلّی اور بعض دوسرے مقامات میں گئے مگر کہیں نوکری نہ ملی۔
اس سرگردانی و پریشانی میں خیال آیا کہ والدین کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلا اور اُن کے
لئے موجب پریشانی بنا ہوں اسی لئے کشود کار اور حصول مدعا میں ناکام و نامراد ہوں چنانچہ
فوراً عازم وطن ہوئے سنبھل پہونچکر والدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی خطا پر ندامت کا
اظہار کیا محمد حیات خاں نے چند روز کے بعد بیٹے کا میلان طبعی سپہگری کی طرف پاکر خود ہی
سفر کی اجازت دیدی اور امیر خاں سنبھل کے اور بھی چند نوجوانوں کو ہمراہ لیکر سنہ ۱۲۰۲ھ میں
جبکہ اُن کی عمر صرف بیس سال کی تھی والدین سے رخصت ہو کر گھر سے چل دیے۔ اس کے بعد کسی
تذکرہ یا تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سنہ ۱۲۲۲ھ سے پہلے سنبھل آئے یا اپنے والد
محمد حیات خاں صاحب سے ملے۔

امیر خاں نوکری کی تلاش میں گھر سے نکلتے ہی تمام ہمراہیوں نے امیر خاں کو
اپنا سردار بنایا اور جمعدار کے نام سے مخاطب کرنے لگے۔ یہ پہلا نیک شگون تھا کہ اس چھوٹے
سے قافلہ نے حدیث شریف کے موافق اپنا ایک امیر منتخب کیا جس کا نام بھی اتفاق سے
امیر خاں تھا سنبھل سے روانہ ہو کر منزلیں طے کرتا ہوا یہ قافلہ متھرا پہونچا جو تو اُسکے

کل افراد کی تعداد چالیس تھی۔ متھرا میں جرنیل ڈبائی جو سیندھیا کی فوج سے متعلق تھا
سپاہی بھرتی کر رہا تھا یہ سب کے سب اُسکے سامنے گئے اور نوکری کی خواہش ظاہر کی
فرنگی افسر ڈبائی نے اس جماعت کے بعض آدمیوں کو تو نوکر رکھ لیا اور بعض کو بوجہ اسکے
کہ کم عمر تھے رد کر دیا۔ ان ہی کم عمر لڑکوں میں امیر خاں بھی تھے متھرا سے معہ باقی ہمراہیوں کے
روانہ ہو کر امیر خاں موضع کانور علاقہ شیخاواٹی میں پہونچے اور یوسف خاں رسالدار کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ یوسف خاں رسالدار مرزا نجف خاں کے حیلہ نجف قلی خاں کی فوج میں شامل تھا اُسنے
امیر خاں اور اُنکے ہمراہیوں کو نجف قلی خاں کی سرکار میں نوکر کرا دیا چند روز کے بعد یوسف خاں رسالدار اور
امیر خاں نے معہ ہمراہیوں کے سمٰعیل خاں کی سرکار میں نوکری کر لی اسمٰعیل خاں کیساتھ موضع پالن پور علاقہ گجرات میں پہونچے پالن پور کے
زر معاملہ وصول کر کے اسمٰعیل خاں جب جودھپور کی طرف واپس ہو نیگا تو بعض رفیقوں نے
امیر خاں سے کہا کہ یوسف خاں اپنی لڑکی سے تمھاری شادی کرنا چاہتا ہے اس پابندی کو
امیر خاں نے ناپسند کر کے یوسف خاں کی رفاقت چھوڑ دی اور اپنے چالیس یا پچاس ہمراہیوں کو
لیکر بڑودہ علاقہ گجرات کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں سپاہی پیشہ اور متلاشی روزگار آدمیوں کو
اپنے ساتھ شامل کرتے رہے اس طرح تین چار سو آدمیوں کی جمعیت سے راجہ گانکواڑ کی خدمت میں
حاضر ہو کر نوکر ہو گئے چند روز یہاں مقیم رہکر شہر سورت کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں خرچ
کی بہت تکلیف ہوئی جسکے سبب بہت سے آدمی جدا ہو گئے۔ صرف دو سو آدمیوں کے ساتھ شہر سورت
میں داخل ہوئے۔ ایک روز نوبت یہاں تک پہونچی کہ امیر خاں نے اپنی سواری کا گھوڑا
فروخت کر کے ہمراہیوں کے لئے کھانا بہم پہونچایا۔ ان ہی بیکاریوں میں شب برات آئی امیر خاں
اُس روز ایک خدا رسیدہ عالم کی خدمت میں جو شہر سورت میں بہت ہی بزرگ سمجھے جاتے
تھے حاضر ہوئے۔ اُس متقی عالم کے یہاں اُس روز عام دعوت تھی اور شہر کے لوگوں کو
پر تکلف کھانا کھلایا جا رہا تھا۔ اُس بزرگ نے کھانے کی تواضع کی تو امیر خاں نے انکار کیا
انکار کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کو بھوکا چھوڑ کر خود کھانا نہیں کھا سکتا

یہ رفیق نوازی وعالی ہمتی دیکھ کر اُس عالم باعمل پر رقت طاری ہوئی۔ امیرخاں سے
کہاکہ میں تم کو خدا کا ایک نام بتاتا ہوں اُسکو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیاکرو انشاءاللہ تعالیٰ
کبھی بھوکے ننگے نہ رہوگے۔ امیرخاں اُسیوقت اپنی جائے قیام پر آئے وضو کرکے سو مرتبہ
وہ اسم مبارک پڑھا جسکی برکت سے فوراً مشکل آسان اور عُسرت کی مصیبت دور ہوگئی۔
اُسی روز پیشوا کے سرداروں میں سے ایک پنڈت سُورت کے علاقہ سے چوتھ وصول کرنے
آیا تھا۔ فرنگیوں نے اُس کو کمزور جان کر سورت سے نکال دیا۔ وہ عربوں کی ایک مختصر جماعت
اور چند سواروں کے ساتھ اُس مقام کے قریب آکر اُترا جہاں امیرخاں ٹھیرے ہوئے تھے۔
پنڈت مذکور نے فوراً بھرتی شروع کردی امیرخاں یہ سنتے ہی پنڈت کے پاس پہونچے
اور مع دوسو ہمراہیوں کے نوکر ہوگئے۔ پنڈت نے ایک مہینہ کی تنخواہ پیشگی دیدی اور
وہاں سے کوچ کرکے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ایک گڈھی کے قریب مقام کیا۔ چونکہ
مہینہ رمضان کا آگیا تھا، پنڈت نے مسلمانوں کی رعایت سے بیس روز تک وہاں قیام کیا
امیرخاں نے ایک روز موقع پاکر پنڈت سے دریافت کیاکہ تم نے ہم کو نوکر کس لئے رکھا ہے
بلاتکلف ظاہر کرو۔ پنڈت نے کہاکہ مجکو راجہ گائکواڑ نے بھیجا تھاکہ انگریزوں سے
چوتھ وصول کرکے لاؤں مگر انگریزوں نے مجھ کو کمزور اور جمعیت کو قلیل دیکھ کر کچھ بھی
نہیں دیا۔

امیرخان کے ابتدائی کارنامے

امیرخاں نے کہا کہ آپ اسی وقت کوچ کرکے
راتوں رات سورت شہر تک پہونچئے انشاءاللہ تعالیٰ حسب دلخواہ ہر ایک کام ہوجائیگا
پنڈت نے کہاکہ جبتک فوج گراں ہمراہ نہو اس قلیل جمعیت سے کیسے کام چل سکتا ہے
امیرخاں نے کہاکہ فتح وشکست فوج کی قلت وکثرت پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر
منحصر ہے۔ آپ دیکھ لیں گے یہ مٹھی بھر آدمی کیا کام کرتے ہیں۔ پنڈت نے امیرخاں کے
اصرار سے مجبور ہوکر سورت کی طرف کوچ کیا۔ سورت کے قریب پہونچکر امیرخاں نے

پیادونکو جو تھے ایک بڑے کھیت میں کھڑا کر دیا تاکہ اہل شہر کو فوج کی قلت و کثرت کا اندازہ نہو سکے اور سواروں کو جنکی تعداد ایک سو سے زیادہ نہ تھی حکم دیا کہ دروازۂ شہر کے سامنے نیزہ بدست مستعد کھڑے رہیں صبحکو جب دروازہ کھلے اور لوگ باہر نکلیں تو اُن کو زخمی کریں جب شور و غل شہر میں بلند ہو تو یہاں لوٹ آئیں. سواروں نے حکم کی تعمیل کی شہر کا انگریز حاکم مطلع ہوکر دو پلٹنیں ہمراہ لیکر باہر نکلا اور اپنا ایلچی پنڈت کے پاس بھیجا کہ تم شہر والوں کو کیوں ستاتے اور فساد برپا کرتے ہو پنڈت نے جواب دیا کہ میں خراج وصول کرنے آیا ہوں اگر سیدھی طرح نہ دوگے تو زبردستی وصول کروں گا. حاکم شہر نے پیغام بھیجا کہ اچھا تم رستم باغ میں جو شہر کے متصل ہے قیام کرو اور خراج کے معاملہ کو سنجیدگی سے طے کر لو. چنانچہ امیر خاں نے چند آدمیوں کو باغ کے اندر بھیجدیا انھوں نے ہدایت کے موافق باغ کے اندر بہت سے علم (جھنڈے) باغ کی دیواروں کے متصل اور دیواروں سے لگاکر کھڑے کردیے جس سے باہر والوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ باغ کے اندر بہت زیادہ فوج ہے تھوڑی سی فوج لیکر باغ کے باہر ملاقات کے لئے خیمہ کھڑا کیا اور انگریزی وکیلوں کو ملاقات کے لئے بلایا وہ باغ کے اندر بہت بڑی فوج محسوس کرکے مرعوب ہو گئے اور سہ سالہ خراج کا حساب کرکے سب روپیہ پنڈت کو دیدیا. پنڈت نے امیر خاں کا شکریہ ادا کیا اور روپیہ لیکر دکن کیطرف چلدیا. امیر خاں نے پنڈت سے جدا ہوکر کوکن کی راہ لی روپیہ جو پنڈت سے ملا تھا وہ چند روز کے بعد خرچ ہو گیا. عالم بیکاری اور صعوبات سفر میں بہت سے ساتھی اِدھر اُدھر چلدیے امیر خاں کے ساتھ صرف پچاس آدمی رہگئے. کوکن میں پہونچے تو سب فاقہ سے تھے ایک شخص نے بازار میں جاکر اپنی پگڑی بیچی جو سوا روپیہ کو فروخت ہوئی اُسکے چنے خریدکر گھنگنیاں تیار ہوئیں اور سب نے ملکر کھائیں مالوہ کا ایک جاگیردار پنڈت نارو شنکر جو کوکن میں کسی ضرورت سے آیا تھا امیر خاں اور اُن کے ہمراہیوں کو نوکر رکھکر اپنے ہمراہ مالوہ لے گیا ایک سال نارو شنکر کی فوج میں رہے. یہیں امیر خاں کے دوسرے بھائی کرم الدین خاں جو بطن حرم سے تھے اور امیر خاں کی تلاش میں گھر سے نکلے تھے آکر ملے ۱۲۰۱ھ میں امیر خاں نارو شنکر سے جدا ہوکر بھوپال کی طرف راہی ہوئے اُن دنوں

بھوپال میں امیر خاں اور غوث محمد خاں کے درمیان نزاع تھا امیر خاں نے امیر خاں کو معہ اُنکے تین سو ہمراہیوں کے نوکر رکھ لیا چندروز کے بعد امیر خاں نے امیر محمد خاں کی نوکری ترک کردی اور غوث محمد خاں بالاستقلال بھوپال کے نواب ہوگئے۔

امیر خاں کی سپہگری مالوہ میں

اُنھیں ایام میں مرہٹوں نے ریاست بھوپال کے قلعہ ہوشنگ آباد کا جو دریائے نربدا کے پار تیس کوس کے فاصلہ پر ہی محاصرہ کر رکھا تھا قلعہ دار کو بھوپال سے کوئی مدد نہیں بھیجی جاسکی تھی نواب غوث محمد خاں نے امیر خاں کو بلا کر نوکر رکھا اور ہوشنگ آباد کی امداد کے لئے روانہ کیا، امیر خاں اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر اُس طرف روانہ ہوئے۔ مرہٹوں کے جم غفیر کو ان تین سو سے شکست دیکر نربدا کو عبور کیا قلعہ میں پہنچ گئے۔ مگر قلعدار چونکہ مرہٹوں سے ساز باز رکھتا اور بباطن مرہٹوں کا خیر خواہ تھا اُس نے امیر خاں کے پہونچنے کے بعد قلعہ مرہٹوں کے سپرد کردیا امیر خاں کو مجبوراً واپس بھوپال آجانا پڑا چندروز کے بعد وہاں سے رخصت ہوکر علاقہ سرنج میں آئے اور دولت راؤ سیندھیا کے ایک سردار مسمّی لچھمن کے پاس ایک ہفتہ تک اُمیدوار رہے اور ایام اُمیدواری کی تنخواہ بزور شمشیر اُس سے وصول کرکے سیندھیا کے ایک دوسرے سردار بالاراؤ انگلیہ کے پاس پہنچے۔ دس بارہ روز وہاں بھی اُمیدوار رہے انگلیہ مذکور نے جواب دیا کہ تمہارے متعلق خرچ زیادہ ہے اسلئے یہاں تمہارا گذارا نہ ہوگا۔ ایام امیدواری کی تنخواہ طلب کی تو انگلیہ نے انکار کیا امیر خاں کٹار بغل میں چھپاکر قلعے میں گئے اور سر دربار کٹار نکال کر بالاراؤ کے سینہ پر رکھدی اس طرح ایام امیدواری کی تنخواہ زبردستی وصول کرکے بے غم و ہراس قلعے سے نکل آئے۔ بالاراؤ نے تنخواہ دینے کے بعد امیر خاں کے ساتھ دغا کرنے اور نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا لیکن شیخ کلب علی وغیرہ امرائے دربار نے کہا کہ ایسے شخص کیسا تھ جسنے تنہا تمہارے قلعے اور لشکر میں آکر یہ جرأت دکھائی دغا کرنا یا اُسکو نقصان پہونچانا شان سرداری کے خلاف ہے تب بالاراؤ اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور امیر خاں کو اپنے پاس نوکر رکھنا چاہا ...... لیکن اُنھوں نے انکار کیا اور سرونج میں آکر

چار مہینے بیکاری میں گذارے اسکے بعد مرید محمد خاں حاکم بھوپال نے بلا کر نور کھاں آٹھ مہینے مرید محمد خاں کے پاس رہے پھر وہاں سے نوکری چھوڑ کر سرونج آ گئے۔ اِن دنوں دولت راؤ سیندھیا نے راجہ جے سنگھ اور درجن سال کا ملک ضبط کر کے اُن دونوں کو راگھوگڈھ علاقہ شجاعلپور سے نکال دیا تھا ان دونوں نے مجبوراً طریقۂ رہزنی و غارت گری اختیار کیا۔ امیر خاں نے بھی سرونج سے کوچ کر کے ان دونوں کی شرکت و رفاقت اختیار کی اور لوٹ مار میں مشغول ہوئے۔

امیر خاں کی عالی ہمتی

سیندھیا اور ہلکر نے متفقہ طور پر ان ڈاکہ زنیوں کے انسداد کی طرف توجہ کی۔ لچھمن راؤ جاگیردار کو دو ہزار سوار پیادہ اور پچیس ضرب توپ کیساتھ علاقہ شجاعلپور کی طرف بھیجا راجہ جے سنگھ اور درجن سال نے حریف کی کثرت فوج سے مرعوب ہو کر طرح دینے کا ارادہ کیا امیر خاں نے دونوں کا دل بڑھا کر مقابلہ پر آمادہ کرنا چاہا مگر اُن دونوں نے پہلوتہی کی امیر خاں نے صرف اپنی قلیل جمعیت سے کہ اُسوقت صرف دو سو آدمی ہمراہ تھے لچھمن راؤ کی فوج گراں کا مقابلہ کیا۔ ان دو سو آدمیوں نے وہ کام کیا کہ رستم و اسفندیار کے کارنامے یاد آ گئے دشمن پر جانفروشانہ حملہ کر کے بنڈت لچھمن راؤ کا توپخانہ چھین لیا امیر خاں کے ایک ہمراہی عنایت خاں افغان نے بضرب شمشیر لچھمن راؤ کو قتل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مقتول اور بقیۃ السیف مقہور ہوئے امیر خاں مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوئے مقام لیٹری علاقہ سرونج میں قیام کیا جے سنگھ اور درجن سال بھی یہیں آ کر امیر خاں کے شامل حال ہوئے اس عظیم الشان شکست کے بعد سیندھیا نے بالا راؤ انگلیہ کو بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جے سنگھ اور درجن سال دونوں چچا بھتیجے چندیری کے جنگل میں چلے گئے مگر امیر خاں نے میدان نہ چھوڑا اور مقابلہ سے منہ نہ موڑا۔ بالا راؤ چونکہ امیر خاں کی شجاعت و بہادری کا معائنہ کر چکا تھا لہذا اُس نے امیر خاں سے صلح کر کے لچھمن راؤ کا توپخانہ جو امیر خاں کے قبضے میں تھا دس ہزار روپیہ میں خرید لیا اور جے سنگھ و درجن سال کے تعاقب میں چندیری کی طرف روانہ ہو کر چندیری سے دس کوس کے فاصلے پر مقام کیا امیر خاں اپنے مغرور دوستوں کو خطرہ میں

دیکھکر فوراً اُنکے پاس بندیری کے جنگل میں ہونچا اس عرصہ میں راجہ جے سنگھ نے بھی دس بارہ ہزار سوار جمع کرلئے تھے سب ملکر جنگل کی راہ سے راگھوگڈھ کا قصد کیا وہاں سیندھیا کی طرف سے جو زبردست فوج متعین تھی اُسنے راگھوگڈھ پر قبضہ کرنے دیا اسی حالت میں درجن سال راجہ جے سنگھ سے کسی بات پر خفا ہوکر جدا ہوگیا اور اسکے ساتھ راجہ بہت سے رفقا چلے گئے۔ راجہ جے سنگھ نے امیر خاں سے پوچھا کہ تم میرے ہمراہ کس ارادہ سے ہو، امیر خاں نے جواب دیا کہ میں آپکی رفاقت اور ہمرہی سے ایسے وقت میں جدا ہونا شرافت و انسانیت سے بعید جانتا ہوں جبتک تمہارا ملک تم کو واپس نہ دلادوں گا تم سے جدا نہ ہوں گا۔ راجہ نے خوش ہوکر کہا کہ میں آپسے وعدہ کرتا ہوں کہ جسقدر ملک مجکو ملیگا اُسمیں سے آدھا آپ کو دوں گا۔ بالاراؤ نے اپنی کل فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا اور ہر چہار طرف سے ان کا تعاقب ہوتا تھا امیر خاں اور جے سنگھ کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے رات دن برابر سیر و گردش اور تاخت و تاراج میں مصروف تھے۔ اٹھارہ دن تک برابر تاخت میں مصروف رہے۔ اس حالت میں سوائے کسی حاجت ضروری کے گھوڑے کی پشت سے جدا نہوئے جب بھوک لگتی تو کسی گانوں سے آٹا لوٹ لاتے اور اس کو جلدی جلدی گوندھ کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے۔ چقماق سے آگ نکال کر کسی کھیت کی باڑ کو جلاتے اور گھوڑے پر چڑھے ہوئے آٹے کا پیڑا برچھے کی نوک پر لیکر آگ پر سینکتے اور تیار ہو جانیکے بعد گھوڑے پر چڑھے چڑھے کھاتے۔ بالاراؤ کی فوج ان کا تعاقب کرتے کرتے تنگ آگئی مگر اُن کو مطلق نقصان نہ پہونچا سکی اسی حالت میں درجن سال بھی مع اپنی جمعیت کے امیر خاں اور جے سنگھ سے آملا۔ بالاراؤ نے مجبور ہوکر صلح کا پیام جے سنگھ کے پاس بھیجا۔ اور نصف ریاست جے سنگھ کو واپس دیکر صلح کرلی جے سنگھ اپنا آدھا ملک واپس لیکر بہت خوش ہوا لیکن اُس کو یہ فکر ہوئی کہ امیر خاں اس واپس شدہ ملک میں سے آدھا ملک مجھ سے طلب کریگا اور اگر اپنی بات پر اڑ گیا تو ضرور لیکر ہی ٹلے گا۔ چنانچہ جے سنگھ اور درجن سال دونوں امیر خاں کے قتل کی تدبیریں سوچنے لگے۔ امیر خاں بہ تنگ حوصلگی جے سنگھ اور درجن سال کی دیکھ کر اُن سے جدا ہوئے اور تنہا علیحدہ

کی طرف روانہ ہو گئے

امیر خاں اور سندھیا

شجاعلپور پر بالاراؤ قبضہ کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی تک
وہاں کے عامل نے بالاراؤ کو قبضہ نہیں دیا تھا امیر خاں کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر
اپنا ایلچی بھیجا اور دس ہزار روپیہ نقد بالاراؤ کے حملے کو روکنے کے لئے دینے کا اقرار
کیا۔ پانچہزار پیشگی دیکر پانچہزار لڑائی فتح ہونیکے بعد ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ بالاراؤ نے
پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے ایک پنڈت کی سرداری میں شجاعلپور پر قبضہ کرنے کے لئے
بھیجے امیر خاں مقابلہ پر مستعد ہوئے اور اپنے مٹھی بھر آدمیوں کو لیکر پنڈت جی کی
صفوں لشکر میں گھس گئے صفوں کو چیرتے اور ہر ایک مقابل کو خاک ہلاکت پر گراتے
ہوئے لشکر حریف کے دوسری طرف نکل گئے وہاں دیکھا کہ پنڈت صاحب زین پوش
بچھائے بیٹھے اور پگڑی باندھے ہوئے ہیں امیر خاں نے پنڈت کا سر کاٹ کر نیزے پر
بلند کیا فوج نے اپنے افسر کو مقتول دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اس لڑائی و شکست کے بعد بالاراؤ
خود بتیار فوج اور کلب علی افسر توپخانہ کو معہ عظیم الشان توپخانہ ہمراہ لیکر شجاعلپور پر حملہ آور ہوا۔
آتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا امیر خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ میری نوکری کر لو میں تمہاری
پوری پوری عزت اور قدر دانی کروں گا امیر خاں نے جواب دیا کہ ایسے خطرناک موقع پر عامل
کی رفاقت چھوڑنا اور عہد پیمان کو توڑنا جوانمردی اور شرافت سے بعید ہے۔ بالاراؤ نے
اُس عامل سے جو سیتوا کی طرف سے شجاعلپور کا حاکم تھا سلام پیام کر کے اُسی کو
رضامند کر لیا شہر پر قبضہ کر کے عامل کو سارنگپور تک اپنی حفاظت میں پہونچا دیا اسکے بعد
امیر خاں کو بلا کر معہ ایک ہزار سوار و پیادہ کے نوکر رکھ لیا۔ بھوپال میں ان دنوں طوفان تمیزی
برپا تھا۔ مرید محمد خاں۔ غوث محمد خاں وزیر محمد خاں وغیرہ آپس میں ایکدوسرے سے
جنگ آزما تھے۔ مرید محمد خاں نے اپنے آپ کو بےبس دیکھ کر بالاراؤ کو لکھا کہ آکر میری
مدد کرو اور قلعہ پر قبضہ کر لو۔ بالاراؤ معہ کلب علی وہاں پہونچا۔ مرید محمد خاں نے فتح گڈھ

کے قلعہ پر بالاراؤ کا قبضہ کرادیا ۔ اور آپ شہر سے نکلکر بالاراؤ کے لشکر میں خیمہ زن ہوا
بالاراؤ نے قلعہ کلب علی کے سپرد کیا خود باہر مقیم رہا، مرید محمد خاں کے شہر سے
نکلتے ہی غوث محمد خاں نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا اُدھر وزیر محمد خاں بیاہ چرار سلئے
دس بارہ کوس پر موجود تھے ۔ بالاراؤ نے سوچا کہ اگر توپخانہ قلعہ میں رہا اور یہاں
حریف سے مقابلہ ہوا تو مشکل پیش آئیگی لہذا قلعہ امیر خاں کے سپرد کرکے کلب علی کو
باہر بلوالیا ۔ امیر خاں نے رسد کے نہونیکا عذر کیا بالاراؤ نے کہا میں بہت جلد سامان رسد
بھیجواتاہوں، مرید محمد خاں اور بالاراؤ بھیلسہ کی طرف گئے وزیر محمد خاں نے بھوپال پر
قبضہ کر لیا ۔ امیر خاں پر قلعہ میں جب فاقہ گذرنے لگے تو بالاراؤ کے پاس خط بھیجا کہ جلد
رسد بھیجو اُسنے جواباً لکھ بھیجا کہ ہمراہیوں کو تسلی دیتے رہو فی الحال رسد کا بھیجنا ممکن
نہیں ۔ جب تاب تحمل نہ رہی تو امیر خاں نے قلعہ کی توپیں شہر پر بارنی شروع کیں وزیر محمد خاں نے
پیغام بھیجا کہ تمھاری یہ حرکت شان اسلامی کے بالکل خلاف ہے امیر خاں نے جواباً پیغام
بھیجا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بھوک پیاس کی تکلیف میں پانا اور باوجود استطاعت
اُن پر رحم نہ کھانا بھی خلاف اسلام ہے ۔ وزیر محمد خاں نے فوراً کھانا پکوا کر قلعہ میں بھجوایا
اور قلعہ والوں نے کھایا ۔ ایک ہفتہ تک یہی کیفیت رہی کہ امیر خاں قلعہ سے توپیں چھوڑتے
تو بھوپال میں اُن کے لئے کھانا پکنا شروع ہوتا ۔ وزیر محمد خاں نے اس عرصہ میں امیر خاں سے
قلعہ مانگا اور اُن کو ہر قسم کا لالچ دیا مگر انھوں نے انکار کیا ۔ مجبوراً وزیر محمد خاں نے
بالاراؤ سے بذریعہ دکلا مصالحت کی گفتگو کی اور تیس ہزار روپیہ کے عوض معاملہ طے
کیا، بالاراؤ نے بخشی شیام لال کو امیر خاں کے پاس بھیجا کہ قلعہ خالی کرکے چلے آؤ ۔
امیر خاں نے قلعہ نواب حیات محمد خاں کو سپرد کیا اور خود وہاں سے بالاراؤ کے لشکر
کی طرف چلے آئے چند روز کے بعد بالاراؤ کے یہاں سے نوکری چھوڑ کر نواب بھوپال کی نوکری کی اور
مرہٹوں کے مقابلہ میں کئی معرکے ریاست بھوپال کیطرف سے سر کئے اب امیر خاں کے ہمراہ قریباً دس ہزار آدمیوں کی جمعیت

تھی اس لشکر کے لئے مصارف تنخواہ برداشت کرنا کسی معمولی ریاست کا کام نہ تھا. بسا اوقات امیر خاں کو ضرورت پیش آئی کہ انھوں نے اہل شہر سے بطور ٹیکس روپیہ وصول کر کے اپنی فوج کی تنخواہ بیباق کی. آخر نواب بھوپال سے رخصت ہوئے نواب نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو کہا خدائے تعالیٰ کی حفاظت وحمایت کے.

جسونت راؤ ہلکر

ٹکوجی ہلکر کے بعد اُسکے بیٹوں میں جنگ جدل کے برپا ہونیسے سندھیا اور پیشوا نیز دوسرے سرداروں کو موقع ملا کہ ہلکروں کی ریاست پر اپنا اقتدار قائم کر کے ہلکروں کی حکومت وآزادی کے مٹانے کی کوشش کریں اس کشمکش اور بدامنی کے زمانہ میں ٹکوجی کے ایک بیٹے جسونت راؤ ہلکر نے جو پونا میں نظر بند تھا قسمت آزمائی کے طور پر پونا سے فرار ہو کر رگھوجی بھونسلہ کے پاس بامید حمایت وہمدردی ناگپور میں پناہ لی، والی ناگپور نے جسونت راؤ ہلکر کا تمام مال واسباب چھین کر اُس کو قید کر لیا، دولت راؤ سندھیا اور باجی راؤ پیشوا نے بھی رگھوجی بھونسلہ کو تاکیدی طور پر لکھا کہ جسونت راؤ ہلکر کو قید شدید سے ہرگز آزاد نہ کیا جائے، جسونت راؤ نے کئی مرتبہ قید سے بھاگنے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ ناکامی ہوئی اور قید کی سختیاں پہلے سے زیادہ ہوتی گئیں، بالآخر بھوانی شنکر اور شاہ محمد دو رفیقوں کی جانفروشانہ کوششوں نے جسونت راؤ کو رگھوجی کی قید سے فرار ہو جانے کا موقع دیا. جسونت راؤ کے بھائی وٹھوجی کو پیشوا نے ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر گھسٹوایا اور مروا ڈالا، دوسرا بھائی ملہار راؤ پہلے قتل ہو چکا تھا. جسونت راؤ ناگپور سے بھاگ کر خاندیش آیا اور اپنے گرو کی خدمت میں حاضر ہوا گرو نے کہا کہ اس ملک میں تمہارا قیام مناسب نہیں تم مالوہ میں جاؤ اور وہاں اپنے ہمدرد پیدا کر کے آبائی ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرو. جسونت راؤ ایک بھیل سردار کی گڑھی میں گیا. بھیل نے انسانیت کا برتاؤ کیا وہاں چند روز قیام کر کے علاقہ دھار میں آیا یہاں اکثر سپاہی جسونت راؤ کے گرد جمع ہو گئے رئیس دھار

مسمی انند راؤ نے پالکی اور خلعت بھجوایا۔ جسونت راؤ اور انند راؤ پنوار کی ملاقات ہوئی۔ جسونت راؤ نے بطور مہمان دھار میں قیام کیا اسی عرصہ میں رنگے راؤ نے انند راؤ پر حملہ کیا۔ جسونت راؤ نے اپنے میزبان انند راؤ کی طرف سے رنگے راؤ کا مقابلہ کیا اور شکست دیکر بھگا دیا۔ اس زمانہ میں جسونت راؤ کا بھائی کاشی راؤ ہلکر اندور کی گدی پر برائے نام ہی متمکن تھا۔ درحقیقت دولت راؤ سندھیا ریاست اور ریاست دونوں پر مستولی اور قابض و متصرف ہو چکا تھا۔ دولت راؤ کو جسونت راؤ کے دھار میں آنے کا حال معلوم ہوا تو اُسنے انند راؤ پنوار کو لکھا کہ جسونت راؤ کو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو یا کم از کم اپنے علاقہ سے نکالدو ورنہ تمہاری ریاست ضبط کرلیجائے گی۔ آنند راؤ خوف زدہ ہوا اور جسونت راؤ کو دھار سے رخصت کیا اسوقت جسونت راؤ کے پاس ایک سو بیس پیادے اور چودہ سواروں کی جمعیت تھی، دھار سے روانہ ہوکر دیپال پور علاقہ ریاست ہلکر کی طرف گیا وہاں صرف سو سوار کاشی راؤ ہلکر کے موجود تھے جسونت راؤ نے یکایک شہر میں داخل ہوکر قتل و غارت شروع کرکے اپنے پیادوں کو سوار بنایا اور دیپال پور سے لوٹ کا زر و مال لیکر جاورہ کی طرف ہوتا ہوا مہد پور روانہ آیا۔ مہد پور سے بہت سا روپیہ ہاتھ آیا وہاں سے روانہ ہوکر سارنگ پور پہونچا، اس زمانہ میں دولت راؤ سندھیہ یہ چاہتا تھا کہ ہلکروں کی ریاست پر کاشی راؤ ہلکر کے مقابلہ میں جسونت راؤ کو قبضہ اور کامیابی حاصل ہو کیونکہ جسونت راؤ کی کامیابی میں ہلکروں کی ریاست آزاد اور سندھیہ کی رقیب ریاست بنتی تھی اور کاشی راؤ ہلکر کے گدی نشین رہنے سے ریاست اندور بتدریج ریاست سندھیہ میں جذب ہو سکتی تھی جسونت راؤ جب سارنگ پور آیا تو وہاں کے سادات نے جسونت راؤ کی امداد کی وزیر حسین چالیس پچاس سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ شریک ہوا اسی طرح سید سعید الدین اور میر مردان علی اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔

امیر خاں اور ہلکر کی متفقہ جدوجہد۔ وزیر حسین نے جسونت راؤ ہلکر سے کہا کہ

اگر اپنی ریاست پر قابض ہونا چاہتے ہو تو امیر خاں روہیلہ سے امداد حاصل کرو
امیر خاں اگر آپ کا شریک حال ہو گیا تو حصول مقصد میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی
ہلکر کے دوسرے ہمراہیوں نے بھی اسکی تائید کی اور کہا کہ امیر خاں اسوقت ڈیڑھ ہزار
روہیلوں کی جمعیت لئے ہوئے بھوپال کے قریب مقیم ہیں امیر خاں ایک طرف اعلیٰ درجہ کا بہادر سردار ہے
تو دوسری طرف بےنظیر صادق القول اور وفادار ہے جسونت راؤ نے امیر خاں کو خط لکھا اور اپنا معتمد بھیجکر رشتۂ
اتحاد و دوستی قائم کرنا چاہا چندروز تک قاصدوں اور سفیروں کے ذریعہ سلام و پیام اور خط و کتابت کا سلسلہ
جاری رہا اُس کے بعد عہد و پیمان مستحکم ہو جانے پر امیر خاں نے کوچ کر کے رانا گنج
میں قیام کیا اُدھر سارنگپور سے جسونت راؤ ہلکر بھی رانا گنج میں آیا۔ دونوں سردار ۱۲۱۴ھ میں ایکدوسرے سے
ملاقی ہوئے۔ دونوں کے درمیان عہدنامہ لکھا گیا امیر خاں نے اقرار کیا کہ رنج و راحت میں ہلکر کا شریک رہوں گا دغا
نکرونگا ساتھ نہ چھوڑونگا، ہلکر نے اقرار کیا کہ لوٹ میں جسقدر روپیہ ملیگا اور جسقدر ملک قبضہ میں آئیگا
اسمیں سے آدھا امیر خاں کو دیا جائیگا۔ اقرارناموں کے کاغذ ایک نے لکھ کر دوسرے کو دیے
اور رانا گنج سے روانہ ہو کر شجاعلپور گئے۔ چندروز پہلے جسونت راؤ نے شجاعلپور کے عامل سے
روپیہ طلب کیا تھا تو وہ صرف سات سو روپیہ دیتا تھا اب جو دونوں سردار آئے تو اس نے سات
ہزار روپیہ دیا اسی طرح مختلف شہروں اور سوداگروں سے روپیہ وصول کر کے فوج کو آسودہ حال بنایا
سپاہی پیشہ لوگ آ آ کر فوج میں شامل ہونے لگے۔ آگے بڑھ کر مقام آشٹے کے قریب فوجوں کا قیام
تھا امیر خاں نے تمام سامان اور مال و اسباب جو اُن کے قبضے اور ملکیت میں تھا اپنے سامنے منگوا کر
محتاجوں اور درویشوں کو تقسیم کر دیا صرف ایک تلوار ایک گھوڑا اور وہ لباس جو پہنے ہوئے تھے
باقی رہا۔ اس کا حال جسونت راؤ ہلکر کو معلوم ہوا تو وہ فوراً امیر خاں کے پاس آیا اور کہا کہ صاحب
فوج کو خزانہ رکھنا اور روپیہ کا انتظام کے ساتھ خرچ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح سب کچھ لٹا دینا
مآل اندیشی کے خلاف ہے خدا جانے کس وقت کونسی مہم پیش آئے اور بے زری کیا عالم دکھائے
ابھی چندروز ہوئے آپ نے مجھ سے اقرار امداد کا لیا اور ملک و مال کے دلا دینے کا ذمہ لیا ہے
ابھی سے ملک گیری کے قصد کو فسخ کرنا مروت کے خلاف اور کم ہمتی کی دلیل ہے امیر خاں نے

جواب دیا کہ سخاوت میری خلقی عادت ہے تم کو بھی منع کرنا خلاف شرافت ہے ہاں ایفائے عہد کی نسبت جو کچھ کہو بجا ہے میں ہر حال میں تمہارا شریک حال اور تمہاری امداد و اعانت میں جوانمردی جانفروشی کی داد دینے کیلئے تیار ہوں ہلکر کو یہ کلمات سُن کر اطمینان ہوا اور دوبارہ پھر دونوں نے اقرارناموں کی تجدید کی ہلکر نے آدھا ملک و مال اور امیر خاں نے امداد دینے کا وعدہ کیا۔ یہاں سے امیر خان اور ہلکر دریائے نربدا کے کنارے پہونچے دریا کی دوسری طرف شہر منڈیا واقع تھا وہاں دولت راؤ سندھیہ کی طرف سے ایک زبردست فوج دریا کے پایاب گھاٹ پر متعین تھی۔ امیر خاں نے کہا کہ اگر کسی طرح ہم دریا کے پار پہونچ جائیں تو سندھیا کی فوج کو شکست دینا مشکل نہیں لیکن بغیر کشتیوں کے دریا کو عبور کرنا دشوار ہے۔ ہلکر نے اپنے ایک سردار شام راؤ ماڑی کو کشتیوں کی تلاش میں روانہ کیا دو کوس کے فاصلے پر تین چار چھوٹی کشتیاں ملیں۔ امیر خاں نے اسی وقت کہ پچھلی رات تھی اپنے بھائی کرم الدین خاں کو دو تین سو بند وقچیوں کے ساتھ اُن کشتیوں پر سوار کراکر پار بھیجدیا اور حکم دیا کہ تم اُس فوج پر جو پایاب گھاٹ کی محافظ ہے باڑ مارنا تمہاری باڑ کی آواز سن کر ہم اس طرف سے پایاب گھاٹ کی راستے دریا کو عبور کرنے کے لئے دریا میں داخل ہوں گے چنانچہ کرم الدین خاں نے باڑ ماری دشمن کچھ کرم الدین خاں کیطرف متوجہ ہوئے کچھ سراسیمگی میں پریشان و منتشر ہو گئے امیر خاں معہ ہلکر آسانی دریا کے پار فوج کو لے گئے۔ اور دشمنوں پر جا پڑے دشمن نے اپنے آپ کو دونوں طرف سے گھرا ہوا دیکھ کر میدان چھوڑ دیا اُسی وقت شہر منڈیا پر بھی بلا مشقت قبضہ ہو گیا اور اندازہ سے زیادہ مال و دولت ہاتھ آیا امیر خاں نے ہلکر کو اپنے خیمہ میں بلا کر اور زر و مال کا انبار دکھا کر کہا کہ دیکھو کتنی جلدی خدائے تعالیٰ نے اجر خیر اور نعم البدل عطا فرمایا۔ ہلکر نے خوش ہو کر مبارکباد دی۔

امیر خاں کی حیرت انگیز بہادری

دوسرے روز کوچ کر کے موضع کھنڈوا وغیرہ سے خراج وصول کرتے ہوئے گھاٹہ کسراود کے قریب پہونچے اس گھاٹہ پر سندھیا کے

ایک سردار مینجر نبگ صاحب فرنگی نے پہلے ہی سے دو پلٹنیں، ایک سواروں کی جماعت
اور چار ضرب توپیں اس لشکر کے روکنے کیلئے بھیجدی تھیں جب دشمن سامنے نمودار ہوا تو
ہلکر نے امیر خاں کے پاس آکر منت کہا کہ تھوڑے لشکر سے بڑی فوج کا مقابلہ کرنا قرین مصلحت
نہیں ہے یہاں سے طرح دیکر دوسری طرف کو بچکر نکل چلو۔ امیر خاں نے کہا کہ میں اپنے
ہمراہیوں سے اس فوج کا مقابلہ کروں گا تم کھڑے ہوئے سیر دیکھو اور مجھکو فتحمند پاؤ تو تم بھی
آکر مل جانا ورنہ اپنی راہ لینا۔ ہلکر یہ سُن کر خاموش ہو رہا۔ امیر خاں نے کرم الدین خاں اپنے
بھائی کو بہیر کی نگہداشت پر متعین کر کے چند سواروں کے ساتھ سبقت کی اور گھاٹے
سے اوتر کر دشمن کی فوج کا اندازہ کیا تھوڑی دیر میں یکے بعد دیگرے دو تین سو سوار امیر خاں
سے آملے۔ ان تمام بہادر سواروں نے اپنے سردار سے کہا کہ اب حملہ آور ہونے میں توقف کیوں ہے
امیر خاں نے فوراً جنگ قراولی شروع کی لڑائی شروع ہونیکے بعد ہلکر کی فوج سے شام راؤ
ماڑی نے آکر امیر خاں کی شرکت کی مگر تھوڑی ہی دیر میں دشمن کیطرف سے گراب کی ضرب
کھا کر بھاگا اور اس طرح امیر خاں کے اکثر ہمراہیوں کو بھی فرار کی عار گوارا کرنے پر دلیر بنا گیا
اب امیر خاں کے ساتھ میدان میں صرف سترہ سوار رہ گئے تھے امیر خاں نے ان سترہ سواروں کا
دل بڑھا کر، غیرتیں دلاکر اور ایک ٹیلے کی آڑ لیکر دشمن کی فوج پر حملہ کیا اور آن کی آن میں صفوف
حریف کو جا لیا۔ ان گنتی کے چند بہادروں نے ہزاروں کے لشکر میں گھس کر صفوں کو درہم برہم
کر دیا۔ دشمنوں کے دلوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سیکڑوں مقابل ہو کر قتل ہوئے اور
ہزاروں بھاگتے ہوئے عدم آباد کو سدھارے۔ زیر قلعہ دوسری طرف حریف کی زبردست
فوج کھڑی تھی امیر خاں کے ہمراہ اب صرف آٹھ دس آدمی رہ گئے باقی مارے جا چکے تھے
انھیں آٹھ دس آدمیوں سے دشمن کی دوسری فوج پر بھی حملہ آور ہوئے لیکن اسوقت
دشمن کی پہلی فوج کی شکست کا حال اور اپنے سردار کو آٹھ دس آدمیوں سے دشمن کی طرف حملہ آور
ہوتے ہوئے دیکھ کر امیر خاں کی فوج کے ایک ہزار سوار دشمن کے قریب پہونچتے پہونچتے

امیرخاں سے مل گئی۔ یہ دیکھکر ہلکر نے بھی ہمت کی اور مع شیام راؤ کے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کیا دشمن پہلی مرتبہ ہمت ہار چکا تھا۔ اس طرح یکے بادیگرے اپنی طرف امیرخاں اور ہلکر کی فوجوں کو حملہ آور دیکھ کر بھاگا اور مال و اسباب آلات حرب، توپیں، خیمے سب فتحمندوں کیلئے چھوڑ گیا۔ میجر بنگ جو مہیسر میں مقیم تھا اس شکست کی خبر اور دونوں سرداروں کو مہیسر کیطرف آتا ہوا سُن کر اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا۔ مہیسر سے اندور کی طرف بھاگا۔

امیرخاں کا جسونت راؤ کو گدی نشین کرنا

اگلے دن امیرخاں اور جسونت راؤ ہلکر مہیسر پر قابض ہوئے امیرخاں نے اُسی روز جسونت راؤ ہلکر کو مسند پر بٹھایا آپ اس مسند کے پیچھے ہلکر اس نشست پر راضی نہوا اور اُٹھ کر امیرخاں کو اپنے پاس لاکر بٹھایا اس خوشی میں جشن منایا گیا۔ اگلے روز پھر دربار منعقد ہوا آج بھی امیرخاں ہلکر کو مسند پر بٹھا کر خود مسند کے قریب بیٹھے ہلکر نے ہمنشینی کے لئے اصرار کیا امیرخاں نے کہا کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند تمہارے باپ کی گدی ہی تم ہی اس پر بیٹھو اور تم ہی کو مبارک ہو ہم متوکل سپاہی ہیں ہلکر یہ سُن کر خاموش ہو رہا۔ مہیسر کی فتح اور گدی نشینی کے مراسم ادا کرنے کے بعد اندور کی طرف متوجہ ہوئے ریاست ہلکر کے تمام اہلکار جسونت راؤ کے شامل حال ہو گئے۔ کاشی راؤ ہلکر گرفتار ہو کر قید ہوا۔

جسونت راؤ ہلکر نے ریاست پر قابض و متصرف ہو کر مسلمان اور ہندو سواروں کی تنخواہیں اس طرح مقرر کیں کہ جن مسلمان سواروں کے گھوڑے اچھے اور اول درجہ کے تھے اُن کو فی سوار پانسو روپیہ سالانہ اور جن ہندو مرہٹہ سواروں کے گھوڑے اعلیٰ درجہ کے تھے اُن کو چار سو روپیہ سالانہ ملتے تھے جن مسلمان سواروں کے گھوڑے کسی قدر چھوٹے قد کے تھے اُن کو تین سو روپیہ سالانہ اور جن ہندو یا مرہٹوں کے گھوڑے دوم درجہ کے تھے اُن کو دو سو روپیہ سالانہ دیے جاتے تھے۔ سب سے چھوٹے قد والے مسلمان سوارکی ڈھائی سو روپیہ سالانہ اور ہندوؤں کی ڈیڑھ سو روپیہ سالانہ تنخواہ تھی۔ ہندو اور مسلمانوں کی

تنخواہ ہونمیں یہ فرق اسلئے تھا کہ مسلمان مرہٹوں کے مقابلہ میں زیادہ شجاع و بہادر اور جفاکش تھے۔ مسلمانوں کی پوشاک خوراک بھی زیادہ نفیس و لطیف تھی۔ لیکن ہندوؤں کی کمی دوسری طرف اس رعایت کے سبب پوری ہوجاتی تھی کہ ہم قوم ہونے کے سبب مرہٹوں کے لڑکوں کا پیدا ہوتے ہی دربار ہلکر سے روزینہ مقرر ہوجاتا تھا۔ ایک روز برگونڈہ گاؤں میں فوج کی چھاؤنی تھی وہاں جسونت راؤ بندوق کی گولی کے نشانے کی مشق کر رہا تھا کہ بندوق پھٹی اور راجہ جسونت راؤ کی ایک آنکھ ہمیشہ کے لئے گئی۔ عجیب اتفاق ہے کہ مالوہ میں راجہ جسونت سنگھ ہلکر اور پنجاب میں راجہ رنجیت سنگھ دونوں یک چشم اور ہمعصر تھے۔ جسونت راؤ کی آنکھ کا زخم اچھا ہوا تو جشن کی مجلس منعقد ہوئی امیر خاں نوابی کے خطاب سے مخاطب ہوئے پرگنہ سرنج نواب امیر خاں کے خرچ کے لئے نامزد ہوا جہاں نواب امیر خاں نے اپنی طرف سے یوسف خاں افغان کو عامل بناکر بھیجا۔

جسونت راؤ کی نیت میں فتور لیکن نواب امیر خاں منتظر تھے کہ دیکھیں ہلکر اپنے وعدے اور اقرار نامہ کے متعلق کیا کرتا اور کیا کہتا ہے۔ ادھر جسونت راؤ ہلکر کو بھی خیال تھا کہ کہیں امیر خاں آدھا ملک اور آدھا مال طلب نہ کرے۔ ایک طرف ہلکر کو وعدہ کا پورا کرنا منظور نہ تھا، دوسری طرف امیر خاں سے خائف تھا کہ اگر وہ مع اپنے رفقا کے بگڑ گئے تو پھر آدھا کیا سارا ہی ملک ہاتھ سے جاتا رہے گا، چنانچہ فریب دغا کی چالیں چلنی شروع کیں اور نواب امیر خاں کے ساتھیوں کو توڑنا اور گران سنگ لالچ کے ذریعے اپنے ساتھ ملانا چاہا مگر اس تدبیر پر تزویر میں کامیابی حاصل نہوئی نواب امیر خاں کو جب اس حال سے اطلاع ہوئی تو اپنے تمام دوستوں یعنی اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کرکے اصلیت و حقیقت سے آگاہ کیا سب نے کہا کہ ہلکر کو ابھی مزا چکھا دیجئے اور تمام ملک پر قبضہ کرکے خود حکومت کیجئے۔ نواب امیر خاں نے کہا کہ یہ بات میری غیرت مردانگی سے بعید ہے کہ اس خبر کو سُن کر ایسی بے مروتی کا برتاؤ کروں ہاں ہلکر کو رو در رو شرمندہ کرکے اُسکو

اُس کے حال پر چھوڑ کر جدا ہو جائیں گے اور جس کو ایک مرتبہ دوست کہکر اقرار حمایت کیا ہو اُسکو خود اپنے ہی ہاتھ سے برباد نہ کریں گے اس مجلس مشورت سے اُٹھ کر امیر خاں کشتی میں سوار ہوکر دریا کی سیر میں مصروف ہوئے۔ اُدھر ہلکر کے پاس مخبروں نے خبر پہونچائی کہ میجر نینگ فرانسیسی ایک زبردست فوج لئے ہوئے تمہاری اور امیر خاں کی گرفتاری کے لئے چلا آتا اور بہت جلد مہیسر پر قابض ہوا چاہتا ہو ہلکر یہ سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر نواب امیر خاں کے پاس دریا کے کنارے پہونچا نواب امیر خاں کنارے پر کشتی سے اُترے بعد مزاج پُرسی ہلکر نے وہ پریشان کن خبر سنائی اور کہا کہ بغیر آپ کی ہمت مردانہ کے اس خطرہ سے بچنا دشوار ہو۔

امیر خاں کی شرافت و شجاعت

امیر خاں نے ہلکر کی تمام ریشہ دوانی اور بدنیتی کا حال اُس کو سنا کر شرمندہ کیا اور کہا کہ مجھکو تم سے اب کسی مروت و ہمدردی کی توقع نہیں رہی لیکن شیوۂ مردانگی کے خلاف ہو کہ ایسے وقت تم کو تنہا چھوڑ دوں یہ کہکر اور ہلکر کو مطمئن کر کے اپنے لشکر میں آئے دشمن کی فوج مہیسر سے آٹھ کوس پر آ چکی تھی نواب امیر خاں نے حیرت انگیز جرأت و بسالت کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کر کے اُن کی جمعیتوں کو پریشان اور حملوں کو رد کر دیا لیکن جسونت راؤ ہلکر باوجود اس کے کہ نواب امیر خاں سچے ارادے کتے مہیسر کو چھوڑ کر درجن پور بھیلوں کے علاقہ میں چلا گیا مجبوراً نواب امیر خاں نے بھی ہلکر کا ساتھ دیا۔ درجن پور سے بھیلوں کی ایک جمعیت کو خلعت و انعام اور زر و جواہر کی توقع دلا کر میجر نینگ کے روکنے کو روانہ کیا میجر نینگ نے مہیسر پر قبضہ کر کے جسونت راؤ کے تعاقب میں درجن پور کا قصد کیا۔ بھیلوں نے اپنی تاخت و تاراج سے دشمن کو روکا اُدھر امیر خاں نے عہد کیا کہ جبتک میجر نینگ پر فتح حاصل نہ کرلوں گا خط نہ بنواؤں گا اور پگڑی سر پر نہ رکھوں گا۔ میجر نینگ رسد کے بند ہونے اور نواب امیر خاں کے اس عہد کا حال سننے سے گھبرایا۔ بکمال انکسار

امیر خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنی معرفت جسونت راؤ سے میری صلح کرادو تو
میں حاضر خدمت ہو کر شرف ملازمت حاصل کرنے کو موجود ہوں۔ امیر خاں نے
ہلکر کو اس پیغام سے مطلع کیا۔ ہلکر نے کہا کہ میجر ننگ کو ضرور بلوا لیجیے وہ جب یہاں
آئے گا تو اُس کو بآسانی قتل کیا جا سکے گا۔ نواب امیر خاں نے کہا کہ یہ حرکت شرافت
مردانگی کے خلاف ہے اور پھر جو شخص میری حفاظت میں آئے کسکی مجال ہے کہ اُسکی طرف
ترچھی نگاہ سے دیکھ سکے۔ غرضکہ اس مسئلے کو کسی قدر طول ہوا۔ بالآخر ہلکر نے امیر خاں کو
میجر ننگ کے لانیکے لئے بھیجا امیر خاں کے آنے کی خبر سُن کر میجر نے سلامی کی توپیں
سر کرائیں بڑی عاجزی سے استقبال کر کے ملا، اپنے ڈیرے پر لیگیا نواب امیر خاں کے
سر پر بنتالی رومال بندھا ہوا دیکھ کر اپنے سر سے ٹوپی اُتاری اور نواب امیر خاں کے
پاؤں پر رکھ کر کہا کہ لیجیے میری شکست ہوگئی اور میں خود اپنی زبان سے آپکی فتح کا
اقرار کر رہا ہوں، آپ پگڑی باندھئے۔ اگر میری گرفتاری بھی منظور ہے تو میرے
ہتھیار اُتروا کر پہرے میں رکھوا دیجیے جب تلوار پہرے میں رکھی گئی گویا صاحب تیغ
گرفتار ہوا۔ امیر خاں یہ کلام فرنگی کا سُن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تم کو ہر طرح
امان ہے کسی کی مجال نہیں جو تم کو کسی قسم کا آزار پہونچائے۔ میجر نے نواب امیر خاں کو
پگڑی بندھوا کر اور اُن کا رومال اپنی سر سے باندھ کر کہا لیجیے ہم آپ ٹوپی بدل
بھائی بھی بنگئے۔ اسکے بعد میجر نے مہدپور اور تمام علاقہ جسپر قبضہ کر چکا تھا نواب امیر خاں کے
سپرد کر دیا اور ہلکر کے رفیقوں میں شامل ہو گیا۔ یہ ۱۲۱۵ھ کے واقعات ہیں۔

ہلکر اور امیر خاں کی جدائی

نواب امیر خاں نے ہلکر سے کہا کہ تم فوج کا
ایک جگہ رہنے سے گزارہ ہونا دشوار ہے مناسب یہ ہے کہ تم ملک کے ایک حصہ میں
قیام کر دو اور میں دوسرے حصہ میں، ضرورت کے وقت دونوں فوجیں جمع ہو جایا
کریں گی اس قرارداد کی بنا پر نواب امیر خاں سرونج کی طرف گئے وہاں کے عامل

یوسف خاں نے استقبال کیا۔ رائے بہت رائے جو بھوپال میں عہدۂ مدارالمہامی تک ترقی کر چکا تھا اور نواب امیر خاں سے سابقہ تعارف رکھتا تھا حاضر ہو کر علاقہ سرونج کی مختاری و مدارالمہامی پر مامور ہوا۔ نیز اسکو سند جاگیر موضع اندپور و بگرود نسلاً بعد نسلاً عطا کی گئی۔ اسوقت ستر اسی ہزار سوار و پیادے نواب امیر خاں کی فوج میں شامل تھے امیر خاں نے سرونج سے روانہ ہو کر اہار گڈھ کے حاکم سے خراج وصول کیا وہاں سے ساگر کے علاقہ میں آکر زمینداروں سے روپیہ وصول کرتے ہوئے خاص شہر ساگر کے قریب پہونچے ساگر کے راجہ ابناجی نے اٹھارہ ہزار قواعد دان بندوقچیوں اور آٹھ ہزار جرار سواروں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بالآخر شکست پاکر قلعہ بند ہوا۔ شہر پر نواب کی فوج کا قبضہ ہوا ابناجی نے ناگپور کے راجہ رگھوجی سے مدد طلب کی۔ رگھوجی نے نہایت زبردست توپخانہ اور چالیس ہزار سوار ابناجی کی مدد کو روانہ کئے اسوقت نواب امیر خاں کی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو رہی تھی تاہم نواب نے زبردست مقابلہ کیا۔ صرف دو سو سواروں نے امیر خاں کا ساتھ دیا نواب امیر خاں نے گھوڑے کی باگ ٹوٹ جانیکے سبب پیدل میدان میں لڑنا اور گھوڑے کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا۔ فوج اپنے سردار کے اسپ بے سوار کو دیکھ کر ضبط نہ کر سکی حملہ آور ہوئی حریف نے دوسری طرف حملہ آور ہو کر توپخانہ چھین لیا نواب یہ سن کر توپخانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور توپخانہ حریف سے واپس چھینا مگر گولہ اندازوں کے نہ ہونے کے سبب پھر توپخانہ کو ویسے ہی چھوڑ دیا غرضکہ کچھ ایسی بے ترتیبی اور افراتفری رہی کہ نواب امیر خاں کا بہت نقصان ہوا اور جمعیت منتشر ہو گئی۔ ناگپور کی فوج واپس چلی گئی نواب امیر خاں نے ہلکر کو لکھا کہ اگر ناگپور کے راجہ سے اپنا بدلہ لینا چاہو تو بڑا اچھا موقع ہے میں نے اسکی فوج کو آزما لیا ہے ہم تم دونوں مل کر ناگپور پر

حملہ آور ہوں۔ ہلکر نے آمادگی ظاہر نہ کی۔ نواب امیر خاں سرونج چلے آئے شہر ساگر کی لوٹ میں سپاہیوں کے ہاتھ اسقدر مال و دولت آیا کہ وہ اُس کو لے لیکر اپنے اپنے گھروں کو چلدیے اب امیر خاں کے ساتھ صرف دس بارہ ہزار سوار و پیادہ رہگئے چندروز سرونج میں قیام کرنیکے بعد امیر خاں جھانسی کی طرف گئے اور اُس کا محاصرہ کرکے زرمعاملہ وصول کرنا چاہا الارڈ انگلیہ نے دوستانہ پیغام بھیجا اور جھانسی سے محاصرہ اُٹھالینے کی فرمائش کی نواب امیر خاں نے کہا کہ اس مرتبہ تمھاری خاطر سے زرمعاملہ چھوڑتا ہوں مگر آیندہ ایسی رعایت نہ ہوسکیگی۔

ہلکر کی بیوفائی اور امیر خاں کی جرأت

جھانسی سے چل کر نئی سرائے میں آئے وہاں اپنا تھانہ بٹھایا اور زرمعاملہ وصول کرکے سرونج واپس آگئے چندروزہ قیام کے بعد پھر روپیہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو شجاعلپور کا جاکر محاصرہ کرلیا فوج جب شہر میں داخل ہوئی تو کرم الدین خاں کے بندوق کی گولی لگی اور وہ فوت ہوئے نواب اس خبر کو سن کر بیحد غمگین ہوئے دریغا اس حادثہ کا مادہ تاریخ ہو کرم الدین خاں کی جگہ صالح محمد خاں اپنے ہمشیرزادہ کو مقرر کیا۔ اسی عرصہ میں ہلکر کی شادی ہوئی اس تقریب میں شرکت کے لئے نواب نے اپنی طرف سے رائے بہت رائے کو بھیجا۔ رائے موصوف نے اندور جاکر دیکھا کہ کچا کنور تھانہ دار شجاعلپور نے ہلکر کو نواب کی طرف سے بیحد بدگمان اور رنجیدہ بنادیا ہو اس تھانہ دار کو نواب سے اسلئے عناد پیدا ہوگیا تھا کہ نواب نے شجاعلپور میں اپنا تھانہ قائم کرلیا تھا۔ ہلکر نے نواب امیر خاں کو ہلاک کرنے کیلئے باصرار دھوکے سے بلوایا وہ اندور چلے آئے بظاہر دوستانہ ملاقات ہوئی مگر فوراً راز افشا ہوگیا کہ ہلکر امیر خاں کو قتل کرنیکی فکر میں ہو نواب امیر خاں نے ایک روز موقعہ پاکر ہلکر سے خلوت میں ملاقات کی اور اُس سے کہا کہ اگر تمھارا عروج میری ہلاکت پر منحصر ہے تو اسوقت مجکو قتل کرکے اپنا مدعائے دل حاصل کرلو اور اگر اپنا دل مجھ سے صاف نہیں رکھتے ہو اور مجھ کو

اسوقت قتل بھی نہیں کرتے ہو تو میں تم کو قتل کئے دیتا ہوں۔ ہلکر نے خوف زدہ ہو کر اُسی وقت معذرت کی اور قسم کھاکر کہا کہ میں نے اپنا دل تمھاری طرف سے اسوقت بالکل صاف کر لیا ہی۔ یہ واقعہ ۱۲۱۹ھ کا ہی۔

اُجین کی فتح

دولت راؤ سندھیا نے جورس صاحب فرنگی اور بلونت راؤ بانکڑہ کو بیس ہزار سوار پنڈارے اور عظیم الشان توپخانہ کے ساتھ ہلکر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اس لشکر جرار کے بعد خود بھی دکن سے لشکر عظیم اور زبردست توپخانہ لیکر روانہ ہوا۔ دریائے نربدا پر ہلکر نے بلونت راؤ بانکڑہ کو روکنا چاہا مگر شکست یاب ہو کر اندور پہونچا۔ اور نواب امیر خاں کو مدد کے لئے بلوایا نواب نے ایسے وقت میں سستی کرنا خلاف مروت سمجھکر فوراً شجاع علپور سے کوچ کیا اور بجائے اسکے کہ ہلکر کے پاس جاتے بلونت راؤ بانکڑہ کے مقابلہ کو چلدیے اُسکو شکست فاش دیکر بھگایا۔ بانکڑہ نواب کے مقابلے میں فرار ہوکر اُجین کے قریب پہونچا نواب امیر خاں بھی اُسکے متعاقب اُجین پہونچے ہلکر یہ سُن کر کہ امیر خاں دشمن سے لڑرہے ہیں بعجلت تمام اُجین کے قریب نواب سے آملا، بانکڑہ اور جورس صاحب فرنگی دونوں شہر اُجین میں پناہ گزین ہوئے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جورس صاحب کے ہمراہی دوسو گورے بہت سے تلنگے مارے گئے باقی سب فرار ہوئے نواب اور ہلکر دونوں چند روز تک اُجین میں مقیم رہے سندھیا کو اس شکست اور شہر اُجین کے قبضہ سے نکل جانے کا حال معلوم ہوکر سخت صدمہ ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۱۷ھ کا ہی سقوط اُجین کی خبر سنکر سندھیا نے لشکر گراں اور اتواپ اژدر دم فراہم کیں جنمیں تین عظیم الشان توپخانے مسٹر کیل صاحب وغیرہ فرنگیوں کے ماتحت اور علاوہ دس ہزار سوار مرہٹے و پنڈارے بھی شامل تھے سرجی راؤ گھاٹکیہ اور سداشیوراو وغیرہ سرداروں کو ہراول بناکر کل فوج لیکر روانہ ہوا۔

خونریز جنگ

ہلکر بیس ہزار سوار لیکر پیچھے شہر اُجین میں رہا اور امیر خاں کو

اُن کے پندرہ ہزار سوار و پیادہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا نواب امیر خاں نے ایک ہفتہ تک جنگ قراولی برپا رکھکر حریف کو تنگ کیا اور آگے بڑھنے سے روکا آخر اپنی قلت اور حریف کی کثرت سے مجبور ہوکر ہلکر کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ حوالی شہر میں بڑی خونریز جنگ ہوئی اور کئی دن تک اس جنگ کا سلسلہ جاری رہا کئی مرتبہ سندھیا کے توپخانوں کو نواب امیر خاں نے اپنے حملوں سے خاموش کر دیا۔ ایک مرتبہ جسونت راؤ ہلکر نے اپنی ۲۵ توپیں چھنوا دیں اور نواب امیر خاں نے حملہ کرکے ان توپوں کو واپس لیا۔ اپنی قلت اور حریف کی کثرت نیز اُسکے توپخانوں کی زبردست قوت سے عاجز ہوکر اور اپنی جمعیت میں نمایاں کمی دیکھکر ہلکر و امیر خاں نے جنگ قراولی کا مصمم ارادہ کیا سندھیا کے لشکر کو ہر طرف سے نوچتے کھسوٹتے اندور کی طرف بڑھے دشمن نے اندور دھیسر میں بھی چین نہ لینے دیا۔ اب امیر خاں نے جسونت راؤ کو تو چاندور وناسک کیطرف روانہ کیا خود خاندیس کی طرف گئے اول مالی گاؤں کا محاصرہ کیا وہاں سے روپیہ وصول کرکے علاقہ انجور میں آئے وہاں کے راجہ کو شکست دیکر آگے بڑھے اورنگ آباد کے علاقہ سے زر معاملہ وصول کیا اُسکے بعد دیو گاؤں علاقہ نظام کو لوٹا اُسکے بعد جالنہ کو لوٹ کر اورنگ آباد آئے پھر دریائے گوداوری کے کنارے علاقہ راکچی ہٹیل میں خیمہ کیا اور زر معاملہ وصول کیا۔

ایک دفینہ کا عجیب واقعہ اس موقعہ پر قصبہ واری سنگپور کے ایک شخص نے نواب امیر خاں کے پاس آکر کہا کہ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک جگہ بہت بڑا دفینہ ہے اُس کا علم مجکو بزرگوں سے سینہ بسینہ ہے اگر آپ اُسمیں سے کچھ مجکو بھی عنایت کریں تو پتہ بتا دوں۔ نواب نے خوش ہوکر اپنے معتمد دوستوں محمد شاہ خاں اور غلامی خاں کو بلایا اور مخبر کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ شخص ان دونوں کو کسی ویرانے میں لیگیا۔ ایک دیوار میں چھوٹا سا طاق نظر آیا اُس طاق کو توڑا تو ایک دروازہ نظر آیا

سامنے سخت اندھیرا تھا شمعیں روشن کی گئیں تو آگے محل کا دروازہ نظر پڑا اُس دروازہ میں ہوکر ایک زینہ پر چڑھنے چلے گئے زینہ کے خاتمہ پر دروازہ مقفل پایا۔ تالا توڑا دروازہ کھولا، اندر گئے تو دیکھا کہ جھاڑ فانوس فرش چھت گیری وغیرہ سے نہایت مکلف و آراستہ کمرہ ہے اور بہت سے مٹکے منہ بند ہوئے رکھے ہیں۔ انھیں مٹکوں میں مخبر نے بتایا کہ روپیہ اشرفیاں بھری ہوئی ہوں گی۔ مختارالدولہ محمد شاہ خاں نے ایک مٹکے کو کھول کر اُسکے اندر ہاتھ ڈالنا چاہا غلامی خاں نے اُن کو روکا اور کہا کہ خزانہ کے ساتھ ہی سانپ بھی ہوا کرتا ہے احتیاط نہایت ضروری ہے چنانچہ وہیں ایک پُرانا کرچھا پڑا ہوا نظر آیا اُسکو اُٹھا کر مٹکے میں ڈالا اور بھر کر نکالا تو معلوم ہوا کہ زر جواہر کے عوض مٹکے میں سفید انڈے چھوٹے چھوٹے بھرے ہوئے ہیں محمد شاہ خاں نے جھنجھلا کر کرچھا زمین پر مارا انڈے ٹوٹے اور ہر ایک انڈے میں سے ایک ایک بچہ سانپ کا کینچوے کی برابر نکلا، یہ ماجرا دیکھکر متحیر ہوئے۔ کچھ انڈے ہمراہ لے کر واپس آئے اور نواب امیر خاں کو دکھائے۔ نواب امیر خاں قصبۂ واری ہنگبورسی کو کوچ کر کے مقام گانے گاؤں علاقہ پنتواس پہونچے دریائے گوداوری کے پار جا کر ایک سندر کو جسمیں بے اندازہ زر و جواہر موجود تھا لوٹا وہاں دو تین دن قیام کر کے نرائن گڈھ کی طرف روانہ ہوئے نرائن گڈھ کے قلعہ کو فتح کر کے وہاں کی توپیں اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے راستہ میں دولت راؤ سندھیا کے بخشی سداشیو اور والس صاحب فرنگی پچیس ہزار سوار اور دو زبردست توپخانوں کے ساتھ مقابل آئے سخت مقابلہ ہوا۔ کئی دن تک لڑائی رہی اُسی عرصہ میں جسونت راؤ ہلکر چاندور سے اِس طرف آیا۔ اور دشمن ڈر کر بھاگ گیا۔ ہلکر اور نواب دونوں نے خیموں میں مقام کیا اور لشکر کو اچھی طرح مرتب کر کے پونا پر چڑھائی کی۔

پونا کی فتح

جسوقت پونا دس کوس رہ گیا تو ہلکر نے باجی راؤ پیشوا کو خط لکھا کہ

آپکے یہاں میرا اور سندھیا کا مرتبہ برابر ہے پھر آپ سندھیا کو دوست رکھتے اور مجکو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ طرز عمل آپکا قرین انصاف نہیں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ہم دونوں کے درمیان مصالحت کرا دیجئے اس خط کا کوئی جواب نہ پاکر ہلکر اور امیر خاں دونوں بڑھے پیشوا ایک لاکھ سوار و پیادہ لیکر مقابل ہوا نہایت خونریز جنگ ہوئی بالآخر نواب امیر خاں کے ہمت و استقلال نے کئی نازک موقعوں پر فوج کو سنبھال کر پیشوا کو شکست فاش دی۔ پیشوا پونا کے متصلہ پہاڑ کے گھاٹ میں پانچ کوس کے فاصلے پر جا کر پناہ گزیں ہوا۔ والس صاحب فرنگی مارا گیا۔ پونا شہر پر نواب امیر خاں اور ہلکر کا تسلط ہوا۔ ہلکر نے پونا میں داخل ہوکر پیشوا کے پاس معتمد پنڈتوں کے ہاتھ خط بھیجا کہ آپ پونا میں آئیں اور بے اندیشہ قیام فرمائیں مجھ سے دل صاف کریں۔

امیر خاں پر پیشوا کا بھروسہ پیشوا نے کچھ التفات اس خط پر نہ کیا، مگر نواب امیر خاں کو ایک خط لکھا کہ اگر آپ میری حفاظت کا ذمہ لیں تو میں پونا میں آنے اور معاملات طے کرنیکو تیار ہوں۔ نواب نے یہ خط ہلکر کو دکھایا ہلکر نے کہا کہ آپ ضرور پیشوا کو بلوا لیں نواب نے کہا کہ اگر میں نے پیشوا کو بلوایا تو پھر کسی کی مجال نہوگی کہ اُسکے ساتھ دغا کر سکے۔ ہلکر نے کہا کہ معاملات ریاست و امارت میں دغا کرنا کوئی جرم نہیں ہے آپ کیوں اسقدر احتیاط ضروری سمجھتے ہیں۔ نواب نے ہلکر کی نیت خراب دیکھ کر پیشوا کے اسی خط کی پشت پر لکھدیا کہ تمھارے خانگی معاملات میں ہم غیر آدمیوں کا دخل دینا مناسب نہیں ہے۔ پیشوا مغز سخن کو سمجھ گیا اور قلعہ ماڈہ میں جو کوہستان ملک کوکن میں ساحل سمندر کے قریب واقع ہے چلا گیا۔ ہلکر نے باجی راؤ کی جگہ امرت راؤ کو پیشوا بنایا اور ایک کروڑ روپیہ کا ملک اور دو کروڑ روپیہ نقد اس سے ٹھیرایا۔ دربار پونا میں انگریزوں کا سفیر کلوس صاحب رہتا تھا اُسنے باجی راؤ کے عزل اور امرت راؤ کے نصب کو ناپسند کرکے روانگی کی اجازت چاہی امرت راؤ اُس کو خلعت رخصت عطا کرنے پر آمادہ ہوا لیکن

نواب امیر خاں نے کہا کہ کلوس صاحب کا یہاں سے رخصت ہونا بیحد مضر ہوگا۔
کلوس صاحب کو ابھی رخصت نہ کیا جائے امرت راؤ نے مبلغ دو کروڑ روپیہ میں سے
ایک کروڑ روپیہ ہلکر کو دیکر کہا کہ جبتک باجی راؤ قلعہ ماڈا میں مقیم ہے میں اپنے آپکو مستقل پیشوا
نہیں سمجھ سکتا۔

امیر خاں پیشوا کے تعاقب میں

ہلکر نے نواب امیر خاں سے کہا کہ سوائے آپکے
کوئی شخص اس دشوار گذار مقام پر فوج نہیں لیجا سکتا اور باجی راؤ کو وہاں سے نہیں
نکال سکتا۔ نواب مجبوراً روانہ ہوئے جنگلوں اور پہاڑوں کے دشوار گذار مقامات کو
جو ہفت خوان رستم سے زیادہ خطرناک اور ناقابل گذر تھے طے کرتے ہوئے قلعہ مذکور پر
پہونچے۔ باجی راؤ وہاں سے بھاگ کر قلعہ سرنگ درگ میں جو جزیرہ کے اندر محفوظ مقام تھا،
چلا گیا۔ اپنی ہمراہی فوج اور شمشیر بہادر پسر علی بہادر کو قلعہ ماڈا میں چھوڑ گیا شمشیر بہادر نے
امیر خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ مجکو قلعہ سے نکل جانے دو۔ امیر خاں نے اس کو مع اہل و عیال و
اسباب و اموال قلعہ سے نکل جانے دیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ ماڈا سے نواب نے
باجی راؤ کے پاس خط بھیجا کہ اگر مرضی ہو تو میں تم کو اپنے ہمراہ لیچلوں اور جس طرح
ممکن ہو ہلکر سے صفائی کرا کر پھر آپ ہی کو گدی نشین کرا دوں، باجی راؤ نے رقعہ چاک
کر کے جواب دیا کہ اب میں نہ فکر کرتا ہوں کہ ملک نہ مجھے ملے نہ تمھیں یہ کہکر اپنے
متعلقین کو وہیں چھوڑ کر جہاز میں سوار ہوا اور بسئی میں جو بمبئی کے قریب ہے
جرنیل ویلسلی صاحب فرنگی کے پاس پہونچا یہاں کلوس صاحب بھی نواب امیر خاں
کے بعد امرت راؤ سے رخصت لیکر آگیا تھا اُس کے ذریعہ باجی راؤ نے معاملات
انگریزوں سے طے کئے اور گھاتھ راؤ پیشوا نے جو جاگیر انگریزوں کو لکھدی تھی
از سر نو دینا قبول کر کے انگریزی فوج ہمراہ لیکر پونا کی طرف روانہ ہوا۔

ہلکر کی بد معاملگی

نواب امیر خاں باجی راؤ کے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر

پونا آئے۔ ہلکر نے جو روپیہ امرت راؤ پیشوا سے ٹھیرایا تھا چاہتا تھا کہ خود ہی سب کو ہضم کر جائے اور امیر خاں کو کچھ نہ دے لہٰذا ہلکر نے نواب کو ایک مہینہ سے زیادہ پونا میں نہ ٹھہرنے دیا۔ علاقہ کے بندوبست اور کسی لڑائی پر مہنت روانہ کر کے خود پیشوا سے بقیہ روپیہ وصول کرنے کیلئے پونا میں رہا۔ اتنے میں خبر پہونچی کہ باجی راؤ واسلی صاحب کو بائیس پلٹنوں کے ساتھ اپنے ہمراہ لیکر پونا کی طرف آرہا ہے۔

نواب امیر خاں تنہا نظام دکن اور انگریزوں کی متحدہ افواج کے مقابل

دوسری طرف دولت راؤ سندھیا اور رگھوجی بھونسلہ بڑی بڑی فوجوں کے ساتھ مالوہ سے پونا کی طرف متحرک ہوئے اب ہلکر نے ان زبردست فوجوں کے مقابلہ میں پونا کے اندر اپنا قیام مناسب نہ سمجھا امرت راؤ سے جو کچھ وصول ہوسکا لیکر فوراً اورنگ آباد چلا آیا یہ واقعات ۱۲۱۸ھ کے ہیں۔

جب ہلکر پونا سے روانہ ہوا تو نواب امیر خاں منگل ہیڑے کی طرف مصروف جنگ اور تحصیل خراج میں مصروف تھے۔ واسلی صاحب فرنگی بائیس پلٹنیں لئے ہوئے نواب امیر خاں کے قریب پہونچا اُدھر سے نظام علی خاں نواب حیدر آباد کی فوج بھی آگئی ان دونوں حریفوں سے نواب امیر خاں کی قراولی جنگ شروع ہوئی۔ ابھی فیصلہ کن معرکہ کا موقع نہیں آیا تھا کہ ہلکر نے اورنگ آباد میں سنا کہ دولت راؤ سندھیا اور رگھوجی بھونسلہ برہان پور میں آگئے ہیں اُسنے گھبرا کر نواب امیر خاں کو لکھا کہ فوراً مدد کو پہونچو۔ نواب نے جواباً لکھا کہ میں انگریزی فوج اور دکھنی لشکر کو روک رہا ہوں تم وہاں دولت راؤ اور رگھوجی کو روکے رہو۔ اگر میں یہاں کا میدان چھوڑ کر تمہاری مدد کو آیا تو انگریز بلا تامل باجی راؤ کو پیشوا بنا دیں گے اور یہ نتیجہ مضر ہوگا۔ مگر ہلکر

سندھیا کی فوج سے ایسا مرعوب ہوچکا تھا کہ اُسنے دوبارہ باصرار نواب بدر کو اپنے پاس پہونچنے کیلئے لکھا اور کئی ایلچی بھیجکر جلد پہونچنے کیلئے متواتر تاکید کی مجبوراً امیر خاں وہاں سے کوچ کر کے عازم اورنگ آباد ہوئے اور نگ آباد پہونچکر معلوم ہوا کہ ہلکر نے دس لاکھ روپیہ اورنگ آباد سے معاملہ کر کے وصول کئے ہیں نواب امیر خاں کے لشکر میں بہت عُسرت تھی ہلکر نے چار لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا مگر نقد ایک ہی لاکھ دیا اور تین لاکھ کے عوض نواب سورت اور مسافر شاہ تکیہ دار کی جائداد جو یرغمال میں لی تھی حوالے کی امیر خاں تو تین لاکھ روپیہ جائداد سے وصول کرنے کی فکر میں اورنگ آباد مقیم رہے اور ہلکر وہاں سے چاندور (چندواڑ) کو چلدیے۔ نواب نے فقیر سے روپیہ لینا نامناسب سمجھکر اُسکو معاف کردیا۔ نواب سورت کے بھائی پر ایصال زر کے لئے سختی کی تو نواب کی والدہ نے کچھ اشرفیاں کچھ سونا اور ڈیڑھ لاکھ کا زیور بھیجکر کہلا بھیجا کہ تھوڑا سا روپیہ جو باقی ہے وہ بھی جلد بھجوا دیں گے۔ آپ کو ہم پر سختی نہیں کرنی چاہئے۔ نواب نے زیور لوٹا دیا اور کہا میں نے لللہ معاف کیا۔ اسی عرصہ میں واسلی صاحب پونا ہوتا ہوا اورنگ آباد سے ایک منزل پر آگیا نواب نظام علی خاں نے واسلی صاحب سے کہا کہ ہلکر کا تدارک کچھ مشکل نہیں ہے لیکن ان افغانوں کی استمالت ضروری ہے تم ان کے سرگروہ امیر خاں کو اپنا شریک کر لو۔ اور جسقدر ملک و مال طلب کرے دیدو۔ واسلی صاحب انگریز نے نواب نظام علی خاں کے مختار مشیر الملک کو اس کام کے انجام دینے کی اجازت دی۔

امیر خاں کی عالی حوصلگی اور وفا شعاری

مشیر الملک نے نواب امیر خاں کا عندیہ معلوم کرنے کی غرض سے اول غلامی خاں سے

تذکرہ کیا۔ غلامی خاں نے امیر خاں کی خدمت میں عرض کیا۔ نواب نے مرزا رحیم بیگ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر مصالحت منظور ہو تو فوجوں کو وہیں روک دو اور ایک قدم آگے نہ بڑھو ورنہ میں صلح پر ہرگز آمادہ نہیں ہو سکتا کیونکہ تم لوگوں کے آگے بڑھنے سے اندیشہ ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ امیر خاں نے ڈر کر اور دب کر صلح کر لی ہے۔ مرزا رحیم بیگ کے آنے کو واسلی صاحب اور مشیر الملک نے بہت ہی غنیمت سمجھا۔ واسلی صاحب کی طرف سے ایک انگریز ساٹھ لاکھ روپیہ کی ہنڈیاں لیکر امیر خاں کے پاس پہونچا اور ایک کروڑ کے ملک موعودہ واسلی صاحب کے علاوہ اٹھارہ لاکھ روپیہ کا ملک نظام حیدرآباد کی طرف سے بھی دینے کا اقرار کیا۔ نواب نے وہ ہنڈیاں وکلاء سے لیلیں اور کہا کہ میں ہلکر سے اس معاملہ میں ضرور مشورہ کروں گا اسکے بعد اورنگ آباد سے روانہ ہو کر ہلکر کے پاس چاندور پہونچے اور ملاقات کے بعد تمام ماجرا سنادیا۔ ہلکر نے کہا یہ حریف کا فریب ہے دھوکا نہ کھانا۔ نواب نے مسکرا کر ہنڈیاں جیب سے نکالیں اور ہلکر کے سامنے ڈالدیں۔ ہلکر یہ دیکھ کر ششدر رہگیا اور چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ نواب امیر خاں نے دلاسا دیکر کہا کہ اگر تم سے جدا ہو کر سلطنت ہفت اقلیم بھی ملے تو مجھے منظور نہیں آخر ہنڈیاں چاک کر کے پھینکدیں تب ہلکر کے دم میں دم آیا۔ سندھیا اور بھونسلا جو برہان پور میں آگئے تھے اور جن کے آنے کی خبر سُن کر ہلکر سراسیمہ ہو گئے تھے اُنھوں نے جب یہ سنا کہ باجی راؤ انگریزی فوج کو لے آیا ہے تو بہت ہی افسردہ خاطر ہوئے کیونکہ سندھیا اسی طرح انگریزوں کا دشمن تھا جس طرح ہلکر ان دونوں کو یہ منظور تھا کہ انگریزوں کو ہمارے معاملات میں ذرا بھی دخل دینے کا موقع نہ ملے۔

سندھیا کے ساتھ صلح سندھیا نے ہلکر اور امیر خاں کو لکھا کہ آؤ ہم تم متفق ہو جائیں۔ آپس کی رنجشیں بھلا کر انگریزوں کو اس ملک سے نکالیں اس پیغام کو

امیر خاں نے بہت پسند کیا ہلکر بھی رضامند ہو گیا۔ عہد نامہ مکمل ہو کر ہلکر امیر خاں، سندھیا، بھونسلا سب انگریزوں کے مقابلہ پر مستعد ہوئے یہ قرار داد طرفین نے منظور کی کہ انگریز چونکہ دو طرف سے حملہ آور ہوئے ہیں یعنی واسلی صاحب معہ نظام دکن جنوب سے اور لیک صاحب شمال کی جانب سے لہذا سندھیا اور رگھوجی واسلی صاحب یعنی جنوبی حملہ آوروں کا مقابلہ کریں امیر خاں اور ہلکر شمالی حملہ آوروں کو روکیں۔

سندھیا اور بھونسلہ کی بے ہمتی

اول دولت راؤ سندھیا اور رگھوجی بھونسلا کا مقابلہ انگریزی فوج سے ہوا۔ سندھیا اور بھونسلہ کے ہمراہ دو لاکھ فوج اُس وقت موجود تھی مگر انگریزی فوج کے افسروں نے سندھیا کی فوج کے ایک بڑے حصّہ کو خفیہ سازش کے ذریعہ اپنا ہمدرد بنا لیا۔ سندھیا پر جب میدان جنگ میں تنگ وقت آیا تو رگھوجی نے مطلق مدد نہ کی بلکہ تماشا دیکھتا رہا، رگھوجی اور سندھیا دونوں میدان سے بھاگے انگریزی فوج نے رگھوجی کی طرف جب توجہ کی تو سندھیا انتقاماً معاون و مددگار نہ ہوا اس طرح یکے بادیگرے دونوں نے انگریزوں کے مقابلے میں شکست پا پا ہوکر صلح کر لی۔ رگھوجی کا قافیہ تو یہاں تک تنگ ہوا کہ اپنی مہر انگریزی افسر واسلی صاحب کے پاس بھیجدی کہ جو چاہو میری طرف سے شرائط لکھ لو۔ انگریزوں نے صوبۂ اُڑیسہ برار کی دستاویز اپنے نام لکھوالی۔ دولت راؤ نے بھی دب کر صلحنامہ لکھدیا۔ یہ ۱۲۱۹ھ کے واقعات ہیں۔ جسونت راؤ ہلکر اور نواب امیر خاں نے اب سندھیا وغیرہ کو انگریزوں کا ہمعہد دیکھ کر اپنا الگ الگ رہنا اور جدا جدا ملکوں پر تاخت کرنا مناسب سمجھا چنانچہ ہلکر تو راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا اور نواب امیر خاں نے بندیلکھنڈ کے علاقہ کو تاخت و تاراج کر کے انگریزوں کو مقابلہ کے لئے چیلنج دیا۔

انگریزوں کے مقابلے میں امیر خاں کے کارنامے

موتھی صاحب فرنگی ناظم بندیلکھنڈ جو باندی میں مقیم تھا جیم صاحب فرنگی۔ راجہ جھانسی

راجہ دتیا اور گوسائیوں کے غول کو ہمراہ لیکر معہ عظیم الشان توپخانہ مقابلہ پر آیا۔ نواب امیر خاں نے اس انگریزی لشکر کے مقابلہ میں وہ سپاہیانہ چالیں چلیں کہ لشکر حریف کو کئی حصوں میں تقسیم کردیا۔ گوسائیوں کو اپنی بہادری پر سب سے زیادہ غرور تھا لہذا نواب نے ایک موقع پر صرف نو آدمی ہمراہ لیکر دو ہزار گوسائیوں پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دیکر بھگا دیا۔ جرنیل لیک صاحب نے آگرہ اور دہلی وغیرہ پر قبضہ کرکے جسونت راؤ ہلکر کا تعاقب کیا۔ ہلکر نے موضع ہڑمارا علاقہ کشن گڈھ سے امیر خاں کو خط لکھا کہ جنرل لیک صاحب سے مقابلہ درپیش ہے اس سخت مہم میں تمھاری امداد کے بغیر سرخروئی حاصل نہیں ہوسکتی۔

نواب نے اپنے متعلقین، توپخانہ اور بہیر وغیرہ سب مختار الدولہ محمد شاہ خاں کے سپرد کیا اور خود سوار فوج لیکر آگے بڑھے بو علاقہ جھانسی سے معاملہ وصول کرتے ہوئے ایلچ پور ہو پہنچے یہاں جاسوس نے اطلاع دی کہ علاقہ کونچ میں دو پلٹنیں والنٹرول کی ایک پلٹن انگریزی ایک رسالہ سواروں کا اور ایک بڑی جمعیت گوسائیوں کی ہمت بہادر گوسائیں کے ماتحت موجود ہے۔ نواب نے اُسی وقت کہ ایک پہر رات گئی تھی گھوڑوں کو دانہ گھاس کھلا کر دشمنوں کی طرف کوچ کیا۔ لشکر حریف کے سامنے ہو پہنچے تھے کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوا نواب نے اول نماز فجر ادا کی اُس کے بعد دشمنوں پر حملہ کیا۔ سخت معرکہ ہوا بالآخر انگریزی فوج کو شکست فاش حاصل ہوئی۔ پانچ توپیں چالیس صندوق اور اسی لاشیں فرنگی سرداروں کی اور بہت سی لاشیں تلنگوں کی میدان میں چھوڑ کر دشمن فرار ہوا۔ اور نواب امیر خاں مظفر و منصور ایلچ پور واپس آئے دوسرے روز سنا کہ کئی انگریزی پلٹنیں کالپی کے قریب خیمہ زن ہیں نواب اس خبر کو سُن کر برسم ایلغار اُن کے سر رہات کے پچھلے حصہ میں ہو پہنچے اور ہو پہنچتے ہی حملہ آور ہوئے انگریزی فوج مغلوب ہوئی اور اُس کا سردار جرنیل لفنسٹن کا بھائی گرفتار ہوا اپنی رہائی کے لئے اُسنے فدیہ میں زر کثیر دینا چاہا مگر نواب امیر خاں نے بتقاضائے

جوانمردی اُس کو بلا فدیہ لئے ویسے ہی رہا کردیا۔ اور ارادہ کانپور کا کیا لیکن پایاب راہ
دریا کی معلوم نہ تھی لہذا کالپی میں آکر شہر سے روپیہ وصول کیا دوسرے دن ہلکر کے دو شتر سوار
مقام ٹہرارا سے بھیجے ہوئے پہونچے اور پیغام لائے کہ جلد مدد کو پہونچو نواب امیر خاں وہاں
سے کوچ کرکے مقام کونچ کی طرف آئے وہاں موٹی صاحب انگریز کو دو پہر تک محاصرہ
میں رکھا اور اس محاصرہ کو لاحاصل سمجھ کر براہ ایلغار مقام کروائی آئے اس ایک
رات دن میں ستر کوس کی مسافت طے کی تھی اسلئے تیس ہزار سواروں میں سے صرف
تیس سوار ہمراہ تھے۔ یہاں آکر سنا کہ ہلکر کے اہلکاروں سے جو علاقہ سندھیا میں
روپیہ وصول کررہے تھے۔ جان ہتبس صاحب فرنگی نے تیس توپیں چھین لی ہیں۔
گھوڑے چونکہ تھک رہے تھے لہذا چار پانچ گھنٹہ قیام کرکے مختار الدولہ محمد شاہ خاں
کے کمپو سے دو ہزار سوار ہمراہ لیکر جان ہتبس کے قصد سے روانہ ہوئے وہ آگاہ ہوکر
خائف و ہراساں پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جا گھسا نواب نے اُسیر تا بونہ پاکر اُسکے
لشکر کی بھیر لوٹی اور واپس ہوکر مختار الدولہ محمد شاہ خاں کو ہمراہ لیتے ہوئے سرونج آئے سرونج
سے روانہ ہوکر بھیلسہ کا محاصرہ کیا بھیلسہ کا قلعہ فتح کرکے وہاں سے روپیہ وصول کیا
اور فوج کی تنخواہیں جسقدر ادا ہوسکتی تھیں ادا کیں۔

ہلکر کا بھرتپور میں محصور ہوکر امیر خاں کو مدد کے لئے بلانا

یہاں نواب امیر خاں کی یہ حالت تھی، وہاں راجہ جسونت راؤ ہلکر اور جرنیل
مالی سین اور لوکین کی معرکہ آرائی راجپوتانہ میں شروع ہوگئی جرنیل لوکین تو مارا گیا
اور مالی سین تمام انگریزی توپخانہ چھنوا کر نہایت سراسیمگی اور بدحواسی کے عالم میں
مہاراجہ ہلکر کے مقابلہ سے فرار ہوا۔ ہلکر نے متھرا تک تعاقب کرنے کے بعد متھرا میں
بوجہ علالت مقام کیا۔ لیک صاحب نے انگریزی فوج کی اس تباہی کا حال سن کر آگرہ
سے کوچ کیا۔ ہلکر متھرا سے فرخ آباد آیا۔ فرخ آباد میں ہلکر کو شکست ہوئی ہلکر بھرت پور

کے راجہ رنجیت سنگھ کے پاس پہونچکر بھرت پور میں پناہ گزیں ہوا۔ اور نواب امیرخاں کو مدد کے لئے طلب کیا طلبی کا پہلا قاصد اور خط اُسوقت پہونچا جب بھلیسہ کا محاصرہ جاری تھا۔ نواب نے تعمیل فرمایش میں اسلیے عجلت نہ کی کہ ہلکر کی بعض حرکات سے کبیدہ و افسردہ تھے لیکن بھلیسہ کی فتح کے بعد متواتر قاصدوں اور خطوں کے پہونچنے پر بتقاضائے مروّت ہلکر کی امداد کے لئے روانہ ہوگئے۔ فوج کا اکثر حصہ تنخواہ نہ ملنے کے سبب بددل ہورہا تھا۔ لہذا مختلف علاقوں میں فوجی سرداروں کو معہ اُن کی فوج کے تحصیل خراج پر متعین کرتے ہوئے روانہ ہوئے منڈلا اور ساگر کے راجاؤں سے روپیہ وصول کرکے ایک حصۂ فوج کی عسیرالحالی دور کرکے اپنے ساتھ لیکر بھرت پور کی طرف روانہ ہوئے۔

انگریزوں کے دلپر امیرخاں کا رعب

جنرل لیک صاحب نے بھرت پور کا محاصرہ کر رکھا تھا نواب امیرخاں کے آنے کی خبر سن کر بہت گھبرایا اور موکٹی صاحب ناظم ہند ملکھنڈ کے ذریعے نواب کے پاس پیغام بھیجا کہ اورنگ آباد میں جسقدر ملک و اسلی صاحب وغیرہ نے آپکو دینا چاہا تھا اُسپر تیرہ لاکھ روپیہ کا ملک اور اضافہ کرکے ہم دینا چاہتے ہیں لیلو اور اس تاخت و تاراج سے باز آجاؤ نواب امیرخاں نے جوابدیا کہ "تمام ہندوستان ہمارا ملک ہے تم کون ہوتے ہو" اسی اثناء میں مہاراج ہلکر کے کئی نوشتے لجاجت اور الحاح کے ساتھ بطلب اعانت پہونچے نواب امیرخاں نے اہل و عیال اور توپخانہ مختارالدولہ محمد شاہ خاں کے سپرد کرکے وہیں چھوڑا اور جریدہ سواروں سے کوچ کیا۔ گوالیار کے قریب پہونچے تھے کہ وہاں سے چار انگریزی پلٹنیں نواب کی آمد کا حال سنکر فرار ہوگئیں۔ نواب نے کئی روز گوالیار میں قیام کرکے روپیہ وصول کیا گوالیار سے کوچ کرکے چنبل کو عبور کیا اور دھولپور پہونچے یہاں محمد خاں آفریدی اور دوسرے کئی سردار جنرل لیک صاحب کے

فرستادے پہونچے اور کہا کہ واسلی صاحب کے مقررہ ملک پر جو اورنگ آباد میں
اُنھوں نے دینا چاہا تھا اٹھارہ لاکھ کا ملک اور اضافہ کرتے ہیں۔ نواب نے وہی
جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ اس سلام و پیام کا حال بھرت پور میں رنجیت سنگھ کو معلوم
ہوا تو اُس نے راجہ ہلکر سے کہا کہ اگر امیر خاں نے انگریزوں سے صلح کر لی تو بڑی
مشکل پیش آئے گی۔

امیر خاں کے صادق القول ہونے کی گواہی

مہاراج ہلکر نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ امیر خاں
بغیر میرے مشورے اور اطلاع کے
انگریزوں سے صلح کرے۔ اُس نے مجھ سے مواخات کا وعدہ کر لیا ہے اُس سے بڑھکر
وعدے کا پورا اور بات کا پکا میں نے کسی کو نہیں دیکھا فتح پور سیکری کے مقام پر
ہلکر نے نواب کا استقبال کیا ایک لاکھ روپیہ نذرانہ کا دیا جو نواب نے فوج میں
تقسیم کر کے سپاہیوں کی ضرورتوں کو پورا کیا۔ بھرت پور آکر نواب نے قلعہ سے
باہر ڈیرہ کیا۔ لیک صاحب نے بیش از بیش کوششیں شروع کیں لیکن بھرت پور کا
فتح ہونا دشوار نظر آنے لگا نواب امیر خاں نے کئی مرتبہ انگریزی فوج کو شکست
دیکر فرار پر مجبور کر دیا ہوتا لیکن مہاراج ہلکر یہ چاہتے تھے کہ فتح میرے نام پر ہو اسلئے
بسا اوقات نواب کی جنگی تدابیر پورے طور پر عمل میں نہیں آنے پاتی تھیں۔ ایک مرتبہ
بھرت پور کے راجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ پر سے نواب امیر خاں کے حملہ کا تماشا دیکھا
اور شام کو بلا کر بڑی ہی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا کہ میں نے آپکی دلاوری و بہادری
کے متعلق جسقدر تعریفیں سنی تھیں اُس سے بڑھکر آپکو پایا۔ راجہ رنجیت سنگھ اور
جسونت راؤ ہلکر تو شہر و قلعہ میں رہکر مدافعت کرتے لیکن نواب امیر خاں باہر
نکل کر انگریزی لشکر پر حملہ آور ہوتے۔ چھاپے مارتے۔ انگریزی رسد کو لوٹتے
اور دشمن کو تنگ و خوفزدہ رکھتے تھے۔ ایک روز بھرت پور کے راجہ نے ہلکر اور

امیر خاں کو بلا کر مشورہ کیا اور کہا کہ دونوں سرداروں کا ایک جگہ رہنا مناسب نہیں ہو
بہتر یہ ہو کہ آپ دونوں میں سے ایک سردار یہاں رہے اور دوسرا انگریزوں کے
مقبوضہ ملک میں تاخت و تاراج جاری رکھے ہلکر نے اپنے آپکو معذور ظاہر کر کے امیر خاں کو
مجبور کیا کہ وہ انگریزی علاقہ میں جاکر لوٹ مار شروع کریں امیر خاں اپنے ہمراہیوں کو
لیکر روانہ ہو گئے۔ یہ سنہ ۱۲۲۰ھ کا واقعہ ہو۔

نواب امیر خاں کا روہیلکھنڈ میں آنا

نواب امیر خاں بھرت پور سے جریدہ سواروں کے ساتھ
روانہ ہوئے۔ تھابن کے گھاٹ سے معاملہ وصول
کرتے ہوئے گوکل آئے وہاں سے کموٹہ گئے وہاں سے سرسی جلالپور وہاں سے چھپٹ گڈھ
وہاں سے قمرالدین نگر پہونچے۔ گنگا کا پایاب گھاٹ نہ پاکر ادھر اُدھر پھرتے رہے۔
پھر گنگا کو عبور کر کے موضع دھنورہ میں خیمہ کیا وہاں سے روانہ ہو کر امروہہ میں
مقام ہوا۔ امروہہ سے چلکر مراد آباد آئے۔ ابتک انگریزی فوج جہاں جہاں ملی مقابلہ
سے بچ بچ گئی اور کترا کترا کر اِدھر اُدھر ہوگئی لیکن مراد آباد میں چونکہ انگریزی فوج زیادہ تھی
لہذا اُسنے مقابلہ کیا مگر شکست فاش کھا کر فرار ہوئی۔ نواب امیر خاں نے انگریزی فوج کو
بھگا کر مراد آباد کو اپنی فوج کی زیادتی سے محفوظ رکھنے کیلئے وہاں مقام بھی نہیں کیا بلکہ
رام گنگا کو عبور کر کے رامپور کے علاقہ میں خیمہ کیا یہاں ایک بہت بڑے دفینہ کا پتہ
لگا۔ اُسکو نکالا اور فوج کو روپیہ تقسیم کیا۔ اگلے دن پھر انگریزی فوج سے مقابلہ ہوا
انگریزی فوج خندق وغیرہ کھود کر محصور ہوگئی اسی اثناء میں نواب امیر خاں کے
ہرکارے جنرل اسکاٹ کے ہرکاروں کو گرفتار کر کے لائے اُن کے پاس سے چٹھی نکلی
جس سے معلوم ہوا کہ دوپہر تک بہت بڑی انگریزی فوج آجائے گی۔ نواب کو چونکہ
جمکر مقابلہ کرنا مقصود نہ تھا بلکہ انگریزوں کو پریشان رکھنا مد نظر تھا لہذا اگلے دن
صبحکو وہاں سے کوچ کر کے ٹانڈہ کے راستے کاشی پور پہونچے اُسی صبح کو جنرل اسکاٹ

صاحب متکلف صاحب لگز نڈر صاحب . بالی صاحب بہت سے رسالے اور پلٹنیں لیکر مراد آباد پہونچے اور نواب کو نہ پایا. امیر خاں نے کاشی پور سے کوچ کر کے دامن کوہ کمایوں کے زمینداروں سے روپیہ وصول کیا کچھ سوار پیلی بھیت کے علاقہ میں گئے اور وہاں سے بہت سا روپیہ حاصل کیا. انگریزی لشکر سراغ لگاتا ہوا دامن کوہ کمایوں کے علاقہ میں اُسوقت پہونچا جبکہ نواب امیر خاں وہاں سے کاشی پور آچکے تھے ۔ کاشی پور سے شیر کوٹ، شیر کوٹ سے دھام پور آئے. ان مقامات کے اہلکاروں اور رئیسوں سے روپیہ وصول کرتے ہوئے نگینہ آئے. نگینہ میں مقام کیا اور لشکر کے بڑے حصّہ کو وہیں چھوڑ کر خود تین چار ہزار سواروں سے نجیب آباد آئے. نجیب آباد سے کچھ شہد وغیرہ لیکر کرتپور پہونچے. کرتپور میں سارا لشکر ایک جگہ مجتمع ہو گیا.

سوت کی اٹیا کا مرتبہ امیر خاں کی نگاہ میں

کرتپور کے بہت سے لوگ کوٹلہ میں پناہ گزین ہوئے کوٹلہ میں اُسوقت ایک عورت وہاں کی رئیسہ تھی اُس نے ایک سوت کی اٹیا بطور ہدیہ نواب امیر خاں کے پاس بھیجدی اُس کا اثر یہ ہوا کہ نواب امیر خاں نے کرتپور اور کوٹلہ کو مطلق نہیں لوٹا اور کسی شخص پر کوئی تعدی نہیں کیگئی (اس موقعہ پر بعض آدمی کہیں گے کہ آجکل بھی سوت کی اٹیا سودیشی تحریک والوں کی نگاہ میں ایسی ہی تاثیر رکھتی ہے) کرتپور سے مراد آباد گئے وہاں دیکھا کہ جرنیل لیک صاحب ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ مقابلہ پر مستعد ہیں فوراً جنگ قرادی شروع ہو گئی تمام دن اور آدھی رات تک انگریزی فوج سے مقابلہ و مقاتلہ جاری رہا۔ آدھی رات کے بعد جنگ کو غیر مفید سمجھکر نواب امیر خاں مراد آباد سے لوٹے اور شیر کوٹ ہوتے ہوئے افضل گڈھ پہونچے.

امیر خاں کی فوج میں خانہ جنگی اور انگریزوں کا سخت مقابلہ افضل گڈھ میں

ایک مقام کیا یہاں سواروں اور بنڈاروں میں جو نواب کے ہمراہ تھے خانہ جنگی ہو گئی
بنڈارے لشکر سے دو کوس علیحدہ جاکر مقیم ہوئے اسی حالت میں جرنیل اسکاٹ صاحب
کئی پلٹنیں اور اسپی توپخانے لیکر آپہونچا وہاں نواب نے جم کر انگریزی فوج کا سخت
مقابلہ کیا۔ طرفین کا بہت نقصان ہوا۔ انگریزی فوج کو آگے بڑھنے کی جرأت
نہو ئی۔ نواب نے یہاں بھی بہت دنوں ٹھہرنا بیسود سمجھکر افضل گڈھ سے رہیڑ کیجانب
کوچ کیا وہاں سے است پور پہونچے آدھی رات کو وہاں سے بھی کوچ کر کے ٹھاکردوارے
کاشی پور اور ٹانڈے ہوتے ہوئے پھر مراد آباد پہونچے مراد آباد میں شب باش ہو کر
اگلے دن فیروز پور کے مقام پر جو سنبھل سے تین کوس ہو ڈیرے ڈالے عصر کے وقت
فیروز پور سے صرف تین سو سوار ہمراہ لیکر اپنے وطن اور زاد بوم سنبھل میں آئے وہاں کے
رئیسوں اور بزرگوں سے ملے ہر ایک کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا رات کو سنبھل سے
اور فوج کو حکم دیا کہ آدھی رات سے چندوسی کی جانب کوچ کریں خود نماز فجر پڑھ کر
سوار ہوئے اور چندوسی میں فوج سے آملے چندوسی میں کئی دن قیام ہوا چندوسی سے
بریلی کے مفتی کو لکھا کہ ہم بریلی آتے ہیں منتظر رہو۔ اس کا حال جرنیل اسکاٹ کو معلوم ہوا
وہ بریلی اور چندوسی کے درمیان راستہ میں آموجود ہوا۔ یہاں چندوسی میں جاسوس نے
خبر دی کہ الگزنڈر صاحب دو ہزار سوار لیکر سنبھل آگیا ہو نواب نے بریلی کا عزم فسخ کر کے
سنبھل کا رُخ کیا اور علی پور میں جو سنبھل سے تین کوس ہو آگئے

انگریز سپہ سالار کی عاجزی الگزنڈر صاحب نے گھبراکر کارواں سرائے
اور ننھے خاں کے باغ کی چار دیواری میں پناہ لی۔ نواب نے حملہ کرنا چاہا مگر الگزنڈر
صاحب نے پیغام بھیجا کہ میرے مارنے سے آپ کی فتح نہو گی آپکے بھائی پٹھان جو
میرے ساتھ ہیں ناحق مارے جائیں گے ادھر مولوی علاءالدین صاحب نے سفارش
کی نواب وہاں سے کوچ کر کے امروہہ آئے امروہہ سے دو کوس کے فاصلہ پر

مقیم ہوئے بنڈارے جو نواب کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے انکے تعاقب میں مالی سین صاحب ایک زبردست فوج لئے ہوئے پھر رہا تھا مالی سین صاحب سے عاجز ہو کر امروہہ کے مقام پر نواب کے لشکر سے آ ملے۔ پیچھے مالی سین بھی آ پہونچا، نواب مالی سین کے مقابلہ پر آمادہ ہوئے مالی سین تاب مقابلہ نہ لا کر ابراہیم پور کے احاطہ میں محصور ہو گیا۔ نواب امیر خاں نے امروہہ سے کوچ کر کے چاندپور میں آ کر مقام کیا صبح کو عید تھی چاندپور کی عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھی وہاں سے روانہ ہو کر پھر امروہہ آئے وہاں سے روانہ ہو کر گنگا کو عبور کر کے مقام گڈھ پہونچکر ڈیرا کیا گڈھ سے کوچ کر کے ہاپڑ ہوتے ہوئے کوتہ آئے یہاں ہمراہیوں کی موجودات لی تو صرف ایک ہزار سوار تھے۔ باقی سب اپنے اپنے گھروں کو بحصول اجازت یا بلا اجازت چلے گئے تھے۔

امیر خاں پھر بھرت پور میں وہاں سے بھرت پور کی جانب روانہ ہوئے جہاں سے ایک کوس کے فاصلے پر تھے کہ مخبر نے خبر دی کہ آپکے آنے کا حال سنکر انگریزوں نے دریا کے پایاب راستوں کو بند کرنے کیلئے فوجیں بھیجدی ہیں، نواب یہ سن کر پایاب راستہ کی تلاش میں گنوگھاٹ کی طرف جمنا کے کنارے کنارے چلے گئے۔ گھاٹ کے قریب راجہ ہاتھرس کی فوج متعین تھی وہ نواب کے لشکر کو دیکھتے ہی بھاگ گئی نواب نے دریا کو عبور کیا اور فتحپور پہونچے۔ وہاں دو چار روز قیام کیا۔ ہلکر نے نواب کا فتحپور آنا سنا تو خود استقبال کو آیا اور بھرت پور لے گیا۔ بھرتپور پر انگریزی فوج پڑی ہوئی تھی اور مقابلہ و مقاتلہ کا سلسلہ جاری تھا۔ بھرت پور کے راجہ رنجیت سنگھ نے تنگ آ کر اور ہلکر و امیر خاں کے لشکر کی ہمانی سے گھبرا کر مصلحت اسی میں سمجھی کہ انگریزوں سے صلح کر لے۔ چنانچہ اُسنے در پردہ انگریزوں سے صلح کر لی۔ اور ان دونوں سرداروں کو مناسب موقع پر اصلیت سے آگاہ کر کے بھرت پور سے چلے جانے کی استدعا کی۔ ہلکر و امیر خاں نے سندھیا کو اپنا شریک کار بنانا یا سندھیا رضامند ہو گیا۔ تینوں سرداروں نے انگریزوں کو ہندوستان سے

نکال دینے اور سلسلۂ جنگ برابر جاری رکھنے پر عہد کیا۔ علاقہ بھرت پور سے روانہ ہوکر نواب امیر خاں اور سندھیا مانڈل گڈھ علاقہ میواڑ میں آئے ہلکر نے شاہپورہ میں قیام کیا۔

نواب امیر خاں پنجاب میں

یہ وہ زمانہ تھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ حاکم پنجاب بھی انگریزوں کے خلاف ان تینوں سرداروں کے ارادہ کا بدل ہمدرد و شریک تھا۔ ہلکر، سندھیا، نواب امیر خاں، رنجیت سنگھ، راجہ پنجاب اگر چاروں ملکر آمادۂ کار ہوتے تو شمالی ہند میں انگریزوں کو قیام و استحکام کا میسر ہونا سخت دشوار تھا اور چھوٹے رئیس جو جابجا ملک میں بکھرے ہوئے امید و بیم کی حالت میں تھے سب اُن کے شریک ہوجاتے لیکن سندھیا نے مانڈل گڈھ سے انگریزوں کے پاس خفیہ پیغام مصالحت بھیجا۔ انگریزوں نے اس کو تائید غیبی سمجھا۔ جب سندھیا انگریزوں سے مل گیا تو نواب امیر خاں مانڈل گڈھ سے رخصت ہو کر ہلکر کے پاس شاہپور آئے اور سندھیا کی بدعہدی کا حال سنایا ابھی حالت میں تھے کہ پٹیالہ کے راجہ صاحب سنگھ اور لاہور کے راجہ رنجیت سنگھ کے ایلچی نواب امیر خاں کے پاس آئے اور پیغام لائے کہ تم اور ہلکر دونوں ہمارے ملک میں چلے آؤ۔ دونوں سردار مشورہ کرکے پٹیالہ کی طرف روانہ ہوئے نواب امیر خاں نے چاہا کہ مختار الدولہ محمد شاہ خاں کو بھی ہمراہ لیں جو اُن دنوں مالوہ میں مع اپنے لشکر اور توپخانہ کے مقیم تھے لیکن مہاراج ہلکر نے اُن کو وہیں چھوڑنا مناسب سمجھ کر جریدہ سواروں کے ساتھ کوچ کرنا مناسب سمجھا۔ سانبھر کھنڈیلہ نارنول ہانسی حصار ہوتے ہوئے پٹیالہ پہونچے اور صاحب سنگھ رئیس پٹیالہ سے ملے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ صاحب سنگھ اور اُسکی رانی میں مخالفت تھی رانی چاہتی تھی کہ راجہ کو معزول کرکے اُس کے بیٹے کرم سنگھ کو گدی نشین کیا جائے ان دونوں سرداروں نے بہونچکر اپنی فوج کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی یہ تدبیر

اختیار کی کہ نواب امیر خاں رانی کے طرفدار ہو گئے اور ہلکر نے راجہ کی حمایت پر مستعدی کا اظہار کیا اس طرح طرفین سے گذارہ کے قابل روپیہ حاصل ہوتا رہا۔

رنجیت سنگھ امیر خاں اور عزم کابل

اسی اثناء میں جرنیل لیک صاحب بہت بڑا لشکر لیکر کرنال کے قریب آ گئے۔ دونوں نے راجہ و رانی کی صلح کرا دی اور رنجیت سنگھ کی طرف روانہ ہوئے کہ رنجیت سنگھ سے مدد لیکر انگریزوں پر حملہ آور ہوں اگر رنجیت سنگھ مدد نکرے تو کابل جاکر بادشاہ کابل سے ملیں اور وہاں سے امداد لے کر انگریزوں سے نبرد آزما ہوں۔ امرتسر کے قریب پہونچے تو رنجیت سنگھ نے دو تین کوس پر استقبال کیا شہر میں لیجا کر ٹھہرایا ڈیڑھ مہینہ امرتسر میں مقیم رہے اس عرصہ میں خرچ کی تنگی ہونے لگی۔ راجہ رنجیت سنگھ نے دونوں سرداروں سے کہا کہ قصور والے خراج نہیں دیتے اگر اُن کو سیدھا کردو تو خرچ اپنی فوج کا ہم سے لو۔ ہلکر و امیر خاں رضامند ہو گئے اور قصور کی طرف چلدیے امیر خاں کے پاس قصوریوں نے پیغام بھیجا کہ تم سے تو ہم کو یہ توقع نہ تھی۔ نواب امیر خاں نے یہ پیغام سنکر قصور والوں پر حملہ کرنے سے قطعی انکار کیا اور ہلکر کو بھی واپس ہونے پر مجبور کیا۔ ہلکر نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے کہا کہ امیر خاں رضامند نہیں ہوتے اسلئے میں مجبور ہوں لیکن میں کوشش کر کے اُن کو کسی نہ کسی طرح رضامند اور آمادہ کرلوں گا۔

انگریزوں کی خواہش صلح اور امیر خاں کی فراست

جرنیل لیک صاحب نے کرنال سے روانہ ہو کر پٹیالہ میں آکر مقام کیا اور نواب ہلکر سے مصالحت کی گفتگو جاری کرنے کے لئے ایک مسلمان شیخ کو مامور کیا۔ شیخ موصوف لیک صاحب سے رخصت ہو کر اول امیر خاں کے لشکر میں آیا اور اُمیدوار رہ کر نوکر ہو گیا چند روز کے بعد نواب سے کہا کہ میرا بھائی سرکار انگریزی میں نوکر ہے اگر آپ کہیں تو میں اُسکے ذریعہ سے صلح کرادوں۔ نواب امیر خاں نے کہا معلوم ہوتا ہے تم انگریزوں کی طرف سے

اسی کام کے لئے آئے ہو تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ہمارے لشکر سے نکل جاؤ۔ شیخ موصوف وہاں سے نکل کر سیٹھ بالارام مصاحب و مشیر ہلکر کے پاس آیا اور اُس کے ذریعے سے ہلکر کو مصالحت پر آمادہ کر لیا۔ لیک صاحب کو اطلاع دی لیک صاحب نے ایک خط اپنے خزانچی ہر سکھ رائے سے لکھوا کر بالارام سیٹھ کے پاس بھجوایا یہ دونوں ہمقوم اور دوست تھے۔ خط میں لکھا تھا کہ تم مہاراج کو راضی کر کے یہاں آجاؤ۔ ہماری سرکار چاہتی ہے کہ تمہارے ذریعہ سے تمام معاملات طے ہو جائیں۔ سیٹھ نے وہ خط مہاراج ہلکر کو دکھایا ہلکر بہت خوش ہوا۔

ہلکر کی پست ہمتی

نواب امیر خاں کے پاس آکر اور اصل مدعا کو پوشیدہ رکھکر کہا کہ رنجیت سنگھ وغیرہ رئیسوں میں اتنی ہمت نہیں کہ ہماری مدد کریں۔ شاہ کابل کا لانا تو بڑی بات ہے وہاں تک پہونچنے کا خرچ بھی ہمارے پاس نہیں کہئے اب کیا صلاح ہے۔ نواب نے کہا میں کابل جاتا ہوں اور جسطرح ممکن ہو شاہ کو لاتا ہوں ہمارے پاس دس پندرہ لاکھ روپیہ کے جواہر ہیں یہ شاہ کو دوں گا باقی دہلی اور لکھنؤ سے وصول کر کے دینے کا اقرار کروں گا۔ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالونگا مہاراج ہلکر نے کہا اگر شاہ کابل نہ آئے؟ نواب نے کہا کچھ پروا نہیں میں اٹک تک جاؤں گا اپنے ہم وطن ہمقوم پٹھانوں کو جمع کروں گا لاکھوں یوسف زئی ساتھ لیکر لوٹوں گا اور دشمنوں سے بخوبی انتقام لے سکوں گا۔

امیر خاں کے ساتھ فریب

مہاراج نے یہ باتیں سُنکر دوسری تدبیر فوراً اختیار کر لی اور کہا کہ کابل تک دو چار ہزار سوار ہمراہ لئے بغیر جانا مناسب نہیں اتنے آدمیوں کے مصارف کی فکر تو از بس ضروری ہے لہذا میں بالارام سیٹھ کو وہ جواہر دیکر نادون بھیجا چاہتا ہوں وہاں یہ اچھے داموں کو فروخت ہو جائیں گے جب روپیہ آجائیگا تو سفر کا تہیہ کیا جائیگا نواب امیر خاں اس بات سے بیخبر تھے فوراً

رضامند ہوگئے۔ مہاراج ہلکرنے اپنے خیمے میں آکر پوشیدہ طور پر اپنے سرداروں کو
جمع کیا۔ اظہار حال کے بعد اُن سے صلاح لی سب نے بالاتفاق کہا کہ اگر نواب امیر خاں
کابل گئے اور وہاں سے بادشاہ کو ہمراہ لے آئے تو تمہیں کیا فائدہ پہونچے گا وہ اور
شاہ حکومت کریں گے تمہیں ہرگز دخل نہ دیں گے۔ تم تو انگریزوں سے صلح کر لو۔
اور اطمینان کی زندگی بسر کرو۔ ہلکر نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسی بہانہ سے بالارام کو
انگریزوں کے لشکر میں بھیجدیا۔ بالارام نے جرنیل لیک صاحب کے خزانچی کی معرفت
لیک صاحب سے ملاقات کی عہدنامہ لکھا گیا۔ لیک صاحب نے لکھدیا کہ چنبل سے
پرے مالوہ کے محالات جو ہلکر کے قبضہ میں ہیں وہ ہلکر کے قبضہ میں رہنے دیئے جائینگے
چنبل سے اسطرف کا علاقہ اور علاقہ راجپتان کا معاملہ انگریزوں سے متعلق رہے گا
اس عہدنامہ پر مہریں لگواکر سیٹھ مہاراج کے پاس لایا۔ اب مہاراج ہلکر نے سمجھا کہ
نواب امیر خاں کو اگر اس مصالحت میں شریک نہ کیا تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔ چنانچہ
اول نواب امیر خاں کے مشیر ہمت رائے کو بلایا اور تمام حال سناکر فرمایا کہ تم بھائی صاحب کو
جس طرح ممکن ہو سمجھاؤ۔ اور اسی راہ پر لگاؤ ہمت رائے نے موقع مناسب پاکر یہ
تمام کیفیت گوش گذار کی نواب سنتے ہی چونک پڑے بہت خفا ہوئے اور کہا کہ
ہلکر نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی کچھ پرواہ نہیں میں ابھی افغانستان کی طرف
روانہ ہوتا ہوں اور شاہ کابل یا اپنے ہمقوم پٹھانوں کو لاتا ہوں یہ کہکر اپنے سرداران
لشکر کو جمع کیا سب نے نواب کی رائے کو پسند کیا۔ یہ سنکر واحد خاں۔ بیر صدرالدین
خدابخش وغیرہ رسالداران لشکر ہلکر بھی نواب کے ساتھ آکر شامل ہوگئے۔ نواب نے
کوچ کیا اور پندرہ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے اتفاقاً اُسی روز مسٹر متکلف صاحب جو
لیک صاحب کے فرستادے تھے ہلکر کے پاس پہونچے مسٹر موصوف نے یہ سن کر کہ
نواب امیر خاں جدا ہو گئے ہلکر سے کہا کہ ہم کو بغیر نواب امیر خاں کے صلح منظور نہیں ہے

عہد نامہ اُسی وقت مکمل سمجھا جائیگا جبکہ اُسپر امیر خاں کی بھی مُہر ہو۔

ہلکر کی چالاکی و چاپلوسی

ہلکر نے بے دست و پا اور متحیر ہو کر یہ چالاکی کی کہ مشکلف صاحب سے کہا کہ آپنے چونکہ راجستان اور دکن کا معاملہ اپنی طرف رکھا ہو اور نواب کے لشکر کا گذر اسی پر ہو لہذا وہ ناراض ہو گئے ہیں مسٹر موصوف راجستان اور اضلاع دکن کا معاملہ چھوڑنے پر رضامند ہو گئے۔ مہاراج ہلکر اُسی وقت بعجلت تمام امیر خاں کے پاس پہونچے نواب نے کہا عہد شکنی ظلم ہو اور پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا کم ہمتی ہو یہ دونوں کام سرداروں کے شایان شان نہیں۔ مہاراج ہلکر نے نادم ہو کر تنہائی میں کچھ کہنے کی فرمائش کی تنہائی ہوئی تو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں اس منصب ریاست پر صرف آپکی وجہ سے پہونچا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ انگریزوں سے یہ مصالحت میرے حق میں بہت بہتر ہے آپ میری دستگیری کریں اور اسے منظور کر لیں۔ نواب نے کہا کہ میری جوانمردی اس کم ہمتی کو قبول نہیں کرتی۔ ہلکر نے پھر نہایت خوشامد اور لجاجت سے اصرار کیا۔ نواب کے پاؤں پر سر رکھدیا اور کہا کہ عمر بھر یہ مہربانی نہ بھولوں گا ہمیشہ ممنون رہوں گا مجھکو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا ملک ملتا ہو اسمیں سے نصف آپ لیلیں۔ ہمت رائے جو اس خلوت میں موجود تھا وہ بھی موئد ہوا اور کہا مہاراج کو رنجیدہ نہ کیجئے۔ آدھا ملک و مال لیکر صلح کی منظوری لکھدیجئے۔ نواب چُپ ہو رہا اور وہاں سے چلکر ہلکر کے لشکر میں آ گئے اب ہلکر نے عہدنامہ دکھا کر کہا کہ اسپر مہر کر دیجئے۔ نواب نے کہا کہ میں تمہاری خاطر سے یہاں آ گیا ہوں تم صلح کرنا چاہتے ہو کر لو۔ میں اپنی مہر کیوں کروں۔ ہلکر خاموش ہو کر رہگیا۔ ہمت رائے ہلکر کے پاس گیا اور کہا کہ بالمناصفہ تقسیم ملک کا کاغذ لکھدیجئے۔ ہلکر نے پرگنہ ٹونک پڑاوہ، ملک جے پور، کوٹہ اودے پور کے متعلقے نواب امیر خاں کے حصہ میں لکھدیئے اور مشکلف صاحب سے کہا کہ ہم

دونوں میں کچھ مغائرت نہیں میری ہی مہر عہد نامہ پر کافی ہو. نواب امیر خاں میرے شریک حال ہیں اور میرے ساتھ ہی وہ چلیں گے. تم پہلے لیک صاحب کا کسیح کراؤ وہ راستہ چھوڑ دیں تو ہم اپنے ملک کو جائیں مسٹر موصوف اپنا مدّعا حاصل سمجھ کر رخصت ہوا. لیک صاحب اپنے ملک کو لوٹے. راستہ میں ہلکر نے اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ کو برخاست کیا. اور کہا کہ اب تمہارا گذر لوٹ مار کے ذریعہ نہ ہو سکیگا. فوج نے بغاوت کی ہلکر کو گرفتار و نظر بند کیا. ہلکر خیمہ پھاڑ کر اور بمشکل بھاگ کر نواب کے خیمہ میں آیا. نواب نے جاکر فوج کو سمجھایا. اور خود چڑھے ہوئے روپیہ کی ضمانت کی تب ہلکر کی جان بچی.

امیر خاں کو زہر دینے کی نامردانہ کوشش

اس کے بعد ہلکر کو یہ فکر ہوئی کہ اب نواب ضرور آدھے ملک پر قبضہ کر لینگے اگر مخالفت کی تو جان کی خیر نہیں بہتر یہ ہو کہ نواب امیر خاں کو مار ڈالوں تنہا خیمہ میں بلاکر قتل کرنے کی ہمت و جرأت نہوئی ایک خدمتگار کو پانچہزار روپیہ سال کی جاگیر اور بہت سے زر نقد کا اقرار نامہ لکھ کر زہر دینے پر آمادہ کیا وہ چندروز نواب کی خدمت میں رہا مگر موقع نہ پاکر مہاراج کے پاس چلا گیا ہلکر نے نواب کے خدمت گاروں میں سے ایک نو عمر لڑکے کو انتخاب کیا اور اپنے پاس بلاکر اس طرح بہکایا کہ امیر خاں میرے بھائی ہیں مجکو اُن سے بیحد محبت ہے آجکل بعض مفسدوں نے اُن کو میری جانب سے بدظن کرکے برداشتہ خاطر کردیا ہو میں نے کسی جوگی سے موہنی لی ہو تو کسی طرح یہ راکھ امیر خاں کو کھلادے کہ ہم میں پھر ویسی ہی محبت ہو جائے. اسکے صلہ میں تجھ کو سونے کے کڑے پہنا ئینگے اور پانچہزار روپیہ سال کی جاگیر دیں گے. اس لڑکے نے کہا میں اپنی ماں سے اجازت لیلوں تب یہ کام کردوں گا. ہلکر نے منظور کر لیا. وہ لڑکا نواب کے زیرد

آیا اور تمام حال کہہ سنایا۔ نواب نے کہا تو جا اور ہلکر سے کہہ کہ میری ماں نے مجھے اجازت دیدی ہے مونہی خاک دو میں نواب کو کھلادوں گا۔ خدمتگار سے یہ سنکر مہاراج ہلکر نے زہر کی پڑیا دی خدمتگار نے نواب کے سامنے لاکر رکھدی نواب اُس لڑکے کو آفریں ہلکر کو نفریں اور اپنی تضیع عمر و محنت پر افسوس کرتے رہے۔ پھر وہ پڑیا لیکر ہلکر کے پاس پہونچے ہلکر پڑیا کو دیکھ کر ششدر رہگیا۔ نواب نے اُس کو خوب شرمندہ کرکے کہا کہ ہم اسکا تمہارا ساتھ نہ چھوڑینگے اور بدی کے عوض نیکی ہی کریں گے۔ تمہاری بدنیتی کی سزا تم کو خدائے تعالیٰ ہی خود دیگا۔

نواب امیرخاں راجپوتانہ میں

دونوں سردار راجپوتانہ پہونچے ہلکر نے پشکر پہونچکر اپنے اہل و عیال کو جودھپور سے بلایا۔ اخوندزادہ محمد ایاز خاں نے جو جے پور کی سرکار میں ملازم تھے اپنی لڑکی کی شادی نواب امیرخاں سے کی نواب ہلکر سے جدا ہوکر اجمیر آگئے وہاں سے شیر گڈھ آئے۔ اِن دنوں جے پور اور جودھپور کی ریاستوں میں مخالفت برپا تھی۔ بنائے مخاصمت یہ تھی کہ رانا اودے پور کی ایک لڑکی تھی جس سے جگت سنگھ راجہ جے پور اور مان سنگھ راجہ جودھپور شادی کرنا چاہتے تھے۔ جے پور کے راجہ نے نواب امیرخاں سے مدد چاہی نتیجہ یہ ہوا کہ جودھپور کا راجہ سخت مجبور ہوا اور اُسکو اپنے ملک سے بالکل ہی مایوس ہونا پڑا۔ اس کامیابی کے بعد جے پور والوں نے نواب کیساتھ جو وعدے کئے تھے پورے نہ کئے نواب بددل ہوئے موقع پاکر جودھپور کے راجہ مان سنگھ نے نواب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جے پور کے راجہ کو ملک سے ہاتھ دھونا پڑا ہلکر نے نواب کو راجپوتانہ کے اِن دونوں راجاؤں کے معاملات میں مصروف دیکھ کر کھانڈے راؤ اپنے بھتیجے کو جو ہلکروں کی گدی کا جسونت راؤ سے زیادہ حقدار تھا زہر دیکر مار ڈالا۔ کھانڈو کے خرخشے سے بفکر ہوکر ہلکر نے ارادہ کیا کہ امیرخاں کو بھی کسی طرح ہلاک کرنا چاہئے تاکہ اطمینان کلی حاصل ہو کیونکہ امیرخاں اگر ملک کی تقسیم پر آمادہ ہوا تو وہ آدھا ملک لئے بغیر ہرگز رضامند نہ ہو گا۔ نواب کو خط بھیجکر بلوایا مگر مقصد دلی کے پورا کرنے کا موقع نہ پایا۔ ہلکر اندور پہونچکر

یہاں راجپوتانہ میں نواب صاحب نے مالوہ سے مختار الدولہ محمد شاہ خاں کو معہ فوج و توپخانہ طلب کیا اور پرگنہ ٹونک ان کی جاگیر میں لکھ دیا۔ جے پور اور جودھپور میں معرکہ آرائیوں کا ایک سلسلہ جاری تھا۔ نواب امیر خاں کو یہاں سیکڑوں لڑائیاں لڑنی پڑیں تمام راجستان امیر خاں کے نام سے لرزتا اور مثل بید کانپتا تھا راجپوتانہ کی ان معرکوں میں مختار الدولہ محمد شاہ خاں، دارا شاہ خاں، جمشید خاں، محمد سعید خاں، غفور خاں وغیرہ سرداروں نے نواب کے ساتھ بڑی بڑی جانفشانیوں اور قابلیتوں کا اظہار کیا جس کی تفصیل بخوف طوالت نظر انداز کیجاتی ہے تمام ملک راجستان نواب امیر خاں کا مغلوب و محکوم تھا۔ جے پور، جودھپور، بیکانیر، اودے پور وغیرہ ہر ایک بڑی ریاست میں نواب نے ایک ایک سردار خراج وصول کرنے کے لئے مقرر کر دیا تھا اس طرح راجپوتانہ میں نواب امیر خاں کی سیادت کامل طور پر مسلم اور مستحکم ہو گئی تھی۔

امیر خاں کا بھونسلہ پیشوا نظام اور انگریزوں کی متحدہ افواج سے مقابلہ

سنہ ۱۲۲۳ھ میں نواب نے چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر سارنگپور، شجاعلپور، رائسین وغیرہ کے راستہ ان تمام مقامات سے روپیہ وصول کرتے ہوئے بھوپال کا قصد کیا۔ بھوپال میں نواب وزیر محمد خاں نے دوستانہ ملاقات کی۔ بھوپال سے روانہ ہو کر گڈھ کوٹہ کے راجہ مردان سنگھ سے خراج وصول کیا وہاں سے جبلپور آ کر رگھوجی بھونسلہ کو شکست فاش دی جبلپور سے بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ناگپور کے راجہ نے ملک کا ایک حصہ نواب کو بخشش لکھ دیا۔ نواب نے دو ساہوکار معتمد اور ایک سلدار گسائیں کو ناگپور سے بطور یرغمال ہمراہ لیکر جبلپور میں آ کر ستر روز مقام کیا۔ ناگپوریوں نے ہر طرف امداد و اعانت کی درخواستیں بھیجیں چنانچہ پونا سے پیشوا کا لشکر نظام حیدر آباد کی فوج بندیلکھنڈ سے انگریزی فوج اور سندھیا کا لشکر و توپخانہ سب مقابلہ پر آ موجود ہوئے۔ بڑے بڑے معرکے ہوئے اور نواب امیر خاں نے تمام حریفوں کے حوصلے پست کر دیئے اسی حالت میں زوجہ ہلکر کے خطوط پر خطوط اور ایلچی پر ایلچی آنے شروع ہوئے کہ دھرما جی جبالیہ نے ہم کو ستا رکھا ہے تمام ریاست پر قابض ہو گیا ہے۔ ہم کو جلد آ کر بچاؤ اور

اس مہلکہ سے نجات دلاؤ۔ لہذا نواب ناگپور کی جنگ کو کچھ ناتمام ہی سا چھوڑ کر بھوپال بھلسہ سرونج، سارنگپور ہوتے ہوئے موضع ساوری علاقہ میواڑ میں آئے وہاں سے کوچ کرکے ہمیر گڈھ علاقہ چتور میں پہونچے یہاں سے روانہ ہو کر لشکر ہلکر کا محاصرہ کیا۔ دھماچلہ کا خاتمہ کیا ریاست کا معقول اور زبردست بندوبست کرکے اپنی طرف سے کچھ روپیہ بھی جسونت راؤ کی بیوی بائی صاحب کو دیکر واپس ہوئے یہ ۱۲۲۶ھ کا واقعہ ہے۔

نواب امیر خاں ملک میواڑ میں

نواب نے ملک میواڑ میں آکر تحصیل زر کے لئے دارا شاہخاں کو تعینات کیا مختار الدولہ محمد شاہخاں کو کولارہ کا محاصرہ سپرد کیا۔ انھیں ایام میں جسونت راؤ ہلکر کے مرنے کی خبر پہونچی۔ جسونت راؤ ہلکر دیوانہ ہو کر ناقابل کار ہوگیا تھا۔ اُسکی رانی تمام کاروبار ریاست انجام دیتی تھی۔ ان ہی ایام میں کریم خاں پنڈارہ، دولت راؤ سندھیا سے منہزم ہو کر دو سو سواروں کے ساتھ نواب کے پاس آکر پناہ گزیں ہوا دولت راؤ نے کریم خاں کو طلب کیا نواب نے پناہ گزیں کا دینا خلاف جوانمردی سمجھکر صاف انکار کردیا اور کریم خاں کو محمد غفور خاں کے سپرد کردیا کہ وہ اپنی نگرانی میں نظر بند رکھیں۔ پھر کریم خاں اور دوسرے پنڈاروں کو راجہ درجن سال کے سپرد کردیا کہ وہ سندھیا کی مخالفت میں ان سے کام لے۔ یہ ۱۲۲۷ھ کا واقعہ ہے۔ اسی سال نواب امیر خاں کی فوج خاص کے افسر دارا شاہخاں نے وفات پائی۔

کابل اور سیستان سے امیر خاں کی طلبی

جے پور اور جودھپور کے جھگڑوں سے فارغ ہو کر نواب امیر خاں بوندی میں مقیم تھے کہ شاہ شجاع بادشاہ کابل کا فرمان آیا کہ محمود شاہ کے تنازع میں آکر ہماری امداد کرو اُسی زمانہ میں نصیر خاں بلوچ حاکم سیستان کی بیوی کا خط آیا کہ تم ہمارے ملک میں چلے آؤ ہمارے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کرکے تم کو ملک کا وارث بنا دیں گے نواب نے مختار الدولہ سے مشورہ کیا اور چاہا کہ ٹونک سرونج وغیرہ کے پرگنوں کی حفاظت محمد شاہخاں کے

سپرد کر کے خود کابل یا میستان چلے جائیں مگر مختارالدولہ نے اس رائے کو ناپسند کیا
اور نواب کو جانے سے روک لیا۔ ۱۲۲۹ھ کے آخر میں مختارالدولہ محمد شاہ خاں ریاست
جودھپور سے خراج وصول کرنے گئے ہوئے تھے کہ مقام میرتہ میں بیمار ہو گئے۔ اُن کی
بیماری کا حال سنکر نواب وہاں خود پہونچے اور مختارالدولہ نے وفات پائی۔ شیخاواٹی کے علاقہ
میں شیام سنگھ اور ابھی سنگھ نے بغاوت و سرکشی کے علامات ظاہر کئے اُن کی سرکوبی کیلئے
جمشید خاں مقرر ہوئے بالآخر نواب کو خود جاکر سب کی قرار واقعی گوشمالی کرنی پڑی
اور تین لاکھ روپیہ اُن سے بطور تاوان جنگ وصول کیا گیا۔ اسکے بعد جے پور والوں نے
خراج دینے سے انکار کیا چنانچہ جے پور پر چڑھائی کی گئی اور شہر راجہ مان سنگھ کی سفارش
سے شہر کو تاخت و تاراج سے امان دیگئی یہ ۱۲۳۱ھ کا واقعہ ہے۔

انگریزوں سے صلح

۱۲۳۲ھ میں جبکہ نواب امیرخاں قلعہ راجپورہ کا محاصرہ کئے ہوئے
تھے انگریزوں نے ہر چہار طرف سے بڑی بڑی فوجوں اور
سامان حرب کے ساتھ نواب کی طرف حرکت کی۔ جنرل ڈنکین صاحب بڑی طور جبار فوج
کے ساتھ آگرہ سے چل کر راجپورہ سے پندرہ کوس کے فاصلے پر آ پہونچا۔ دہلی سے
جرنیل اخترلونی صاحب ایک زبردست فوج اور عظیم الشان توپخانہ لے کر آ موجود ہوا۔
انگریزوں نے اپنی پوری طاقت مقابلہ پر لے آنیکے علاوہ یہ بھی غضب کیا کہ نواب کے
پرانے اور زبردست رفیقوں کو نواب سے جدا کر کے اپنی طرف ملا لیا یا کم از کم نواب سے
جدا ہو جانے اور غیر جانبدار بن جانے کی ترغیب دی چنانچہ فیض اللہ خاں بنگش جو نواب کا
قدیمی رسالہ دار تھا معہ رسالہ لشکر نواب سے جدا ہو کر انگریزی لشکر میں جا شامل ہوا بعض
ناعاقبت اندیشوں نے یہ بھی چاہا کہ نواب کو خود اسیر کر کے انگریزوں کے سپرد کر دیں
انہی حالات میں مسٹر منکلف صاحب نے دہلی سے نرنجن لال کو ایک عہدنامہ کا مضمون دیکر
بھیجا کہ نواب امیرخاں اُس پر دستخط کر دیں تو ہمارے اُن کے درمیان فوراً صلح

ہو جائے ساتھ ہی مصالحت کی خوبیاں اور آئندہ منافع کی توقعات بھی کہلا کر بھیجیں مدعا یہ تھا کہ جس طرح ممکن ہو نواب امیر خاں کے خطرہ سے نجات حاصل کیجائے۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ پونا میں پیشوا کو مجبور کر دیا گیا تھا۔ ہلکر کی ریاست سے عہدنامہ ہو چکا تھا۔ نواب غفور خاں صاحب نے انگریزوں سے صلح کر لی تھی، رگھوجی بھونسلہ پر چڑھائی ہو رہی تھی۔ سندھیا کی ترک و تاز بھی ختم ہو چکی تھی مختار الدولہ محمد شاہجہاں فوت ہو چکے تھے۔ ان تمام حالات و واقعات کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ نواب نے راجپورہ کے ٹھاکر سے صلح کر کے محاصرہ اُٹھا لیا اخوندزادہ محمد ایاز خاں کے متعلقین کو رہا کرا یا اور دس بندہ کوس جے پور کی طرف چل کر موضع نیاہیڑہ میں مقام کیا اور داتارام کو جو جے پور میں بطور سفیر نواب کی طرف سے معین تھا لکھا کہ تم جنرل اختر لونی کے پاس جا کر ہماری طرف سے بیان کرو کہ تمہاری خواہش کے موافق ہم صلح ہو جانے کو مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ داتارام اور محمد عمر خاں مقام سانگانیر میں جرنیل مذکور کے پاس پہونچے مفصل گفتگو کے بعد یہ طے ہوا کہ دونوں لشکروں کے درمیان ایک مقام مقرر ہو اور جرنیل اختر لونی اور نواب امیر خاں کی وہاں ملاقات ہو چنانچہ دونوں کی ملاقات عمل میں آئی۔ اول جرنیل اختر لونی نواب کے خیمہ میں آئے دوسرے دن نواب جرنیل موصوف کے ڈیرہ میں گئے۔ کئی روز تک وہاں مقام رہا اور دونوں سرداروں میں خوب ربط ضبط پیدا ہوا۔ عہدنامہ کا مسودہ دہلی بھیجا گیا۔ نواب امیر خاں کی طرف سے ایک قابل تذکرہ شرط یہ تھی کہ علاقہ راجپوتانہ میں جسقدر ملک دیا جاتا ہے اُسکے علاوہ روہلکھنڈ میں پرگنہ سنبھل بھی دیا جائے۔ اگر نواب امیر خاں پرگنہ سنبھل کے بجائے راجپوتانہ میں کوئی بڑا علاقہ طلب کرتے تو وہ اُن کو ضرور مل جاتا لیکن وہ پرگنہ سنبھل کے خیال میں رہے انگریزوں نے فوری صلح تو کر لی اور نواب کا نصف توپخانہ اور نصف سامان جنگ بھی عہدنامہ کے موافق خرید لیا۔ لیکن اس سنبھل والی شرط کو لیت و لعل میں رکھا۔ عہدنامہ ۱۲۳۲ھ میں لکھا گیا تھا مگر ۱۲۳۴ھ میں نواب کو یہ جواب دیا گیا کہ

پرگنہ سنبھل کے عوض پرگنہ پلول علاقہ میوات لیلو۔ مگر وہ بھی اس شرط سے کہ انتظام انگریزی رہے گا آمدنی اس پرگنہ کی نواب کی خدمتیں بھیجدی جایا کرے گی لیکن بجائے اسکے یہ منظور کیا کہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ نقد صاحبزادہ وزیرالدولہ کے نام انگریزی خزانہ سے جاری کردیا جائے۔ اس طرح نواب امیر خاں کی تاخت و تاراج اور ترکتاز کا خاتمہ ہوکر ریاست ٹونک کی بنیاد قائم ہوئی۔ ۱۲۳۷ھ ماہ جمادی الثانی میں صاحبزادہ وزیرالدولہ پسر نواب امیر خاں کی شادی بابو سندھیہ کی لڑکی سے ہوئی بارات بڑی دھوم دھام کے ساتھ گوالیار گئی ہفتہ عشرہ گوالیار میں بارات ٹھیرائی گئی۔ بعد ادائے مراسم شادی دُلھن کو ہمراہ لیکر بارات ٹونک میں واپس آئی۔ نواب امیر خاں نے ٹونک کو دارالریاست بناکر جامع مسجد بنائی اور سولہ سال تک ٹونک میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ایک رحمدل خدا ترس باخدا علم دوست اور جواد وسخی حکمراں کی حیثیت سے حکومت کی ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں اڑسٹھ سال کی عمر پاکر وفات پائی۔

تبصرہ مندرجۂ بالا حالات زیادہ تر تاریخ مالوہ اور امیر نامہ سے ماخوذ ہیں۔ بعض باتیں ثقہ راویوں اور نواب امیر خاں کے دوسرے شریک حال سرداروں کی اولاد اور اپنی خاندانی روایتوں سے معلوم ہوئی ہیں۔ نواب امیر خاں کے اس تذکرہ میں ایک ہی قسم کی باتیں یعنی تاخت و تاراج کی روداد میں بار بار اس کثرت سے بیان ہوئی ہیں کہ مضمون میں کوئی دلچسپی اور حسن بیان پیدا نہیں کیا جاسکا اور اسی لئے ممکن ہی کہ قارئین کرام نے بے لطفی کے ساتھ اسکو پڑھا ہو لیکن مجکو چند باتوں کی طرف توجہ دلانی مقصود تھی۔

(۱) عام تاریخوں میں جو مدرسوں کے اندر ہمارے بچوں کو پڑھائی جاتی ہیں نواب امیر خاں کو ڈاکو، لٹیرا، پنڈارہ وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے اور انکے تذکرہ میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن سے حقارت و ذلت ٹپکتی ہے۔

نواب امیرخاں کو اُس جماعت میں شمار کرنا جو پنڈاروں کے نام سے اٹھارہویں صدی عیسوی کے خاتمہ اور اُنیسویں صدی عیسوی کی ابتدا میں مشہور تھی نہایت ہی قابل شرم مؤرخانہ غلطی ہو۔ آپ نے دیکھا ہو کہ پنڈاروں کا تذکرہ امیرخاں کے حالات میں کس طرح آیا ہو؟

امیرخاں کے حالات پر غور کرو اور ساتھ ہی یہ بھی سوچو کہ اُس زمانہ کے ہندستان کی کیا حالت تھی۔ اور اس زمانہ کے باحوصلہ انسانوں میں امیرخاں کا کیا مرتبہ تھا؟ اگر اسکندر یونانی جولیس سیزر رومی، ہنی بال افریقی، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، چندر گپت ہندی، نادر شاہ ایرانی، اکبر اعظم تیموری، تیمور ترکستانی، شیر شاہ سوری، سلیمان عثمانی، نپولین فرانسیسی، ولیم الیمانی، حیدر علی میسوری، رنجیت سنگھ پنجابی، احمد شاہ درانی وغیرہم سب کے سب ڈاکو اور لٹیرے تھے تو یقیناً نواب امیرخاں بھی ڈاکو اور لٹیرے کے خطاب سے مخاطب کئے جاسکتے ہیں۔ اور اگر یہ سب کے سب بہادر اولوالعزم اور فاتح کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں تو پھر انصاف اور عدالت کا تقاضہ یہی ہو کہ نواب امیرخاں کو بھی ہم اِن ہی خطابوں سے مخاطب کریں امیرخاں کی روداد زندگی میں رستم واسفندیار کی بہادری، سکندر وسلیمان کی اولوالعزمی، تیمور کی ملک گیری کے نمونے بکثرت موجود ہیں فرق اگر ہو تو صرف چھوٹے یا بڑے پیمانہ کا ہو جس شخص کو ڈاکو کہا جاتا ہو وہ اپنے ایفائے عہد، پاس مروت، اور خدا ترسی میں بےنظیر ہے۔ نواب امیرخاں نے ہندوستان کا وہ زمانہ پایا تھا کہ جب کوئی قانون کوئی ضابطہ اور کوئی نظام حکومت ہندوستان میں نافذ الفرمان نہ تھا۔ شہروں کے لوٹنے اور لوگوں سے زبردستی اُن کے اموال و اسباب چھیننے والے اُس زمانہ میں صرف امیرخاں ہی نہیں بلکہ سیکڑوں ہزاروں طاقتور لوگ موجود تھے۔ اُس زمانہ کے نامی راجہ۔ نواب اور امرا یہی کام کرتے تھے جو امیرخاں کرتے تھے۔ فرق اسقدر ہو کہ امیرخاں باہمت جری، سیرچشم اور اولوالعزم تھے دوسرے راجے مہاراجے اور نواب ایسی شجاعت ایسی جرأت اور ایسی بلند ہمتی

نہیں رکھتے تھے۔ اسی لئے دوسروں کے ہاتھ سے مخلوق خدا کو زیادہ اذیت پہونچتی تھی اور امیر خاں کے ہاتھ سے کم، اُس زمانہ کی رعایا بھی ایسی نہ تھی جیسی آجکل کی۔ اگر زیادہ تحقیق و تفتیش سے کام لیا جائے تو ممکن ہو ہم لوگوں کے مقابلہ میں اُسی زمانہ کے لٹنے اور غارت ہونیوالے لوگ زیادہ خوش حال اور خوش قسمت ثابت ہوں۔ امیر خاں نے شہروں اور بستیوں کو کم لوٹا، اور باختیار رئیسوں، حکمرانوں وغیرہ سے زیادہ روپیہ وصول کیا۔ یہ بھی دلیل اس بات کی ہے کہ امیر خاں کم حوصلہ اور پست ہمت نہ تھے۔ امیر خاں کو اُن کی زندگی میں ایک دو مرتبہ نہیں شاید سیکڑوں مرتبہ ایسا اتفاق پیش آیا کہ خود اُنہی کی فوج نے اُن کو تنخواہ نہ ملنے کے سبب قید کر دیا جسکو دھرنہ دینا کہا جاتا ہو۔ نواب امیر خاں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اور جنگ و پیکار کا تمام زمانہ دوسروں کی حمایت کرنے، غیروں کی ریاستیں بنانے اور دوستوں کے کام آنے میں صرف کیا۔ اُنھوں نے اپنے لئے کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔

(۲) امیر خاں سچے پکے سلمان تھے۔ ہندوؤں کے لئے غور کرنے کے قابل بات یہ ہو کہ امیر خاں نے مہاراجہ ہلکر کے ساتھ حق دوستی ادا کیا یا نہیں۔ اور ایک سچا پکا سلمان ہندوؤں کے لئے موجب رحمت بن سکتا ہو یا نہیں؟ یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ مہاراجہ ہلکر نے نواب امیر خاں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ اور امیر خاں کا سلوک ہلکر کے ساتھ ہلکر کی محبت کے صلہ میں تھا یا اپنی وفاشعاری اور شرافت کے تقاضے سے۔

(۳) ایسے اولوالعزم اور بہادر شخص کا وجود ہندوستان کے لئے بیحد موجب خیر و فلاح ہو سکتا تھا اگر اُس زمانہ کے راجوں اور نوابوں میں عقل اور عاقبت اندیشی کا ذرا سا بھی مادہ ہوتا۔ امیر خاں کی قریبًا تمام طاقت رائگاں اور بلا نتیجہ اسلیئے ثابت ہوئی کہ امیر خاں کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا۔ مگر اسلیئے ہم کو امیر خاں کے حقیقی مرتبہ کی شناخت میں غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔

(۴) امیر خاں ہی کی جیقلش مردانہ کا نتیجہ تھا کہ اندور، گوالیار، ریاستہائے راجپوتانہ

رئیسانِ پنجاب وغیرہم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی نے جن معاہدوں کے ساتھ تعلقات قائم کئے اُنہیں اِن تمام ریاستوں کے مرتبہ اور عزت کو جس سیرچشمی کے ساتھ ملحوظ رکھا گیا ہو اگر آج نہ عہدنامے لکھے جاتے یا امیر خاں کی قوت کا اظہار ہوے بغیر لکھے جاتے تو اُن کی دفعات اور الفاظ بہت ہی زیادہ متغیر ہوتے اور ان رئیسوں کی وہ تکریم موجود نہ ہوتی۔

(۵) امیر خاں جب ریاست ٹونک کے نواب اور جنگ و پیکار سے فارغ تھے تو ہندوستانی رئیسو نمیں وہ کسی ایک سے بھی قابلیت ملکداری، انتظام ملکی، رحمدلی، رفاہ رعایا وغیرہ صفات میں کم نہ تھے بلکہ اکثر صفاتِ حسنہ میں وہ آپ ہی اپنی نظیر تھے۔

(۶) روہیلکھنڈ کے پٹھانوں کی نگاہ میں نواب امیر خاں کی وفاشعاری ایفائے عہد اور ہمت و شجاعت کا غالبًا کوئی خارق عادت مرتبہ نہیں ہو بلکہ اگر وہ اِن صفات میں ذرا بھی نواب امیر خاں کو پست اور کم دیکھتے تو اُن کو افغانانِ روہیلکھنڈ کے لئے موجب شرم اور باعثِ ننگ و عار قرار دیتے۔ مگر خدائے تعالیٰ کا شکر ہو کہ روہیلکھنڈ کے بونیر وال خاندان کا یہ پٹھان روہیلکھنڈ کا فرزند رشید ثابت ہوا۔

اکبر شاہ خاں
نجیب آباد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مکتبۂ عبرت نجیب آباد

مکتبۂ عبرت ایک دینی و تبلیغی کتبخانہ کا نام ہے اسکے تمام کاروبار میں تجارتی اصولوں کو نہیں بلکہ تبلیغی و اصلاحی ضرورتوں کو ہر حالت میں مقدم رکھا جاتا ہے۔ اس مکتبہ کے ذریعہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی مصنفہ کتابیں فروخت اور شائع کیجاتی ہیں۔ مولانا ممدوح نے اپنی زندگی صرف انھیں کتابوں کی تصنیف و تالیف کیلئے وقف کردی ہے جو مسلمانوں کی قوم کو نفع پہونچانیوالی ہوں۔ اور جنکا مطالعہ قوم میں زندگی اور روح پیدا کرسکے۔ یہ بابرکت کام ایک عرصہ سے نہایت خاموشی کیساتھ جاری ہے۔ ہر سال دو تین نئی کتابیں شائع ہو جاتی ہیں اور وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم کے عین موافق ہوتی ہیں۔

اس بات کا یقین دلانے کیلئے کہ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی مدظلہٗ کی مصنفہ کتابوں کو ملک کے سمجھدار اور ذی علم طبقہ میں کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ صرف ایک کتاب آئینۂ حقیقت نما جلد اول کے متعلق بعض تبصرے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ کتاب سنہ ۲۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہو کر چند ہی روز میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں اسپر ریویوز لکھے گئے تھے اسکے بعد آجتک دوسرے ایڈیشن کی تیاری کا موقع نہیں ملا تھا اور ہزار ہا خطوط ملک کے ہر حصے سے اس کی طلب و خواہش میں آرہے تھے ان شدید تقاضوں سے مجبور ہو کر نیز اس کتاب کی کثرت اشاعت کو مفید اور ضروری سمجھکر اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن نظر ثانی کے بعد پہلے ایڈیشن سے زیادہ اچھی حالت میں چھپوایا گیا ہے اور قیمت بھی بجائے ڈھائی روپیہ (عہ) فی جلد کے سوا دو روپیہ (۱۲) فی جلد رکھی گئی ہے۔ محصولڈاک اسکے علاوہ ہوگا یعنی دو روپیہ نو آنہ (۱۹) کا وی پی روانہ ہوگا۔

…ی رسالہ کے چند ہی روز بعد دوسرا ایڈیشن کی تعبکر تیار ہو جائیگا درخواست خریداری
…ھیج دیجئے ورنہ پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

محمد ایوب خاں منیجر "جدت"
نجیب آباد ۔ (یو۔ پی)

آئینہ حقیقت نما

جلد اول

…بار ترجمان سرحد راولپنڈی
مورخہ ۴ ہر اگست ۱۹۲۶ء

مصنف کا نام ہی کتاب کی اہمیت کی کافی دلیل ہے
انگریز مورخوں اور مہاراشٹر کے جدید اسکول کے
…ض مصنفوں نے ارادتاً یا بعض اوقات غلط اسناد سے دھوکا کھا کر مسلمان فرمانرواؤں کا
…ہ ہندوؤں کے لئے بالعموم جابرانہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے اور بعض مسلمان سلاطین کے اعمال
…ر انگیزی کے ارادہ سے ہندوؤں پر "مظالم" قرار دیکر اُن کو ایسا ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ موجودہ
…ں بلا ارادہ متاثر ہوگئی ہے مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی نے "آئینہ حقیقت نما" میں
…س غلط اور شر انگیز پروپیگنڈے کی نہایت مستند و قاطع تاریخی دلائل سے تردید کی ہے
…ونکہ آپکا ماخذ موجودہ مروجہ گمراہ کن تاریخیں نہیں بلکہ آپنے تمام واقعات اسی عہد کی مرتبہ
…ریخوں، ثقہ سیاحوں کے سفرناموں دیگر ممالک کی اُسوقت کی تاریخوں کی مستند بیانات…

پیش کئے ہیں. لہذا اُن کی ثقاہت میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا۔ آئینہ حقیقت نما کی ایک
اور خوبی یہ ہے کہ یہ خالص تاریخ کے طور پر لکھی گئی ہے جس سے قائم کردہ خیالات کا اثبات مقصود
نہیں اسکی اشاعت ہمارا اسٹری مصنفوں آجکل کے گم کردہ راہ سنگھٹنیوں اور ملکانے وغیرہ کی مشتہر
تاریخوں کے گمراہ کن اور مسلمانوں کو بدنام کرنیوالے نام نہاد واقعات کی قلعی کھول دیگی. فاضل مؤرخ نے
بعض نہایت ضروری حقائق جو آجتک عام پبلک کی نگاہوں سے اوجھل تھے بدلائل مرتب کئے ہیں
مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کو اس کتاب کی تصنیف و اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ
آپنے نہایت عرق ریزی سے تمام ثقہ مواد جمع کر کے مستند تاریخ مرتب کی ہے جو اپنی قسم کی واحد مشرح
اور قابل اعتبار تاریخ ہے.

اخبار "الخلیل" بجنور
مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء

اس کتاب کو ہندو غلط فہمیوں کا ازالہ کہنا چاہئے. یہ ضخیم
خوبصورت. نہایت عمدہ لکھائی چھپائی اور چکنے سفید کاغذ کی کتاب
جس کا ٹائٹل رنگین ہے جناب مولوی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی تصنیف ہے جنکو تاریخ سے
عمیق دلچسپی اور اُسپر عبور حاصل ہے. یہ کتاب اسوقت ہندوستان کے اہم ترین مسئلہ ہندو مسلم منافقت
کے اصلی مرض کی تشخیص اور اسکے صحیح علاج یعنی تاریخی غلط فہمیوں کے ازالہ پر لکھی گئی ہے اور اسطرح
قابل مصنف نے ملک کی بہت بڑی خدمت کی ہے. آپنے ہندو مسلم تعلقات اور باہمی برتاؤ کو سچے
تاریخی واقعات کی روشنی میں دکھلایا ہے جسکی ضرورت اسوقت ہر مسلمان ہر انگریز اور ہر محب وطن ہندو کو ہے
مگر افسوس ہے کہ اسوقت ہندو مسلمانوں میں نفاق و عداوت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے جس کے شعلے
آسمان سے باتیں کر رہے ہیں. نوبت یہانتک پہونچگئی ہے کہ اسوقت ہندو مسلمانوں کے اور مسلمان
ہندوؤں کے لٹریچر کو نہیں دیکھتے سمجھ میں نہیں آتا کہ اصلاح کیونکر ہو. ہمارے نزدیک تو ایسی کتابوں کا
ریویو اور اشتہار ہندو اخباروں میں اُجرتاً درج کرایا جائے تاکہ اُس کا مقصد حاصل ہو. بہرحال
یہ کتاب ہر مسلمان کو دیکھنے اور ہندوؤں سے تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنانے کے لئے اپنے پاس
رکھنے کی ضرورت ہے.

اخبار "انیس" لودیانہ
مورخہ ۲ ستمبر ۲۶ء

مصنف نے واقعات کی تحقیق و تدقیق میں بڑی کوشش اور کاوش سے کام لیا ہے اور جانبداری سے الگ رہ کر ہندو مسلمانوں کے قدیمی تعلقات پر نہایت خوش گوار بحث و نظر فرمائی ہے اور ساتھ ساتھ غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غیر مسلم حضرات اگر خلوص نیت سے اور حق و انصاف کو مد نظر رکھکر ابتدائی ابواب کو مطالعہ فرمائیں گے تو یقین ہے کہ جلد ہی وہ اپنے دل و دماغ کو ان جذبات و خیالات سے خالی پائیں گے جنکی آفرینش اور اشاعت میں لیتھبرج مارسڈن جی سی ایلین اور ہنٹر وغیرہم نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کیا ہے اور جس کے نتائج سیئہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں سلطان شہاب الدین غوری کے کارنامے بیان کرنے کیلئے پچیس سے زیادہ تاریخوں کی ورق گردانی کر کے جس محنت اور جانکاہی کے ساتھ نتائج اخذ کئے ہیں ہم اُن کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ واقعات کی شہادت میں مصنف نے اُن تاریخوں کو زیادہ قرین اعتماد متصور فرمایا ہے جو اسی دور سلطنت کے قریبی زمانہ میں لکھی گئی ہیں۔ صحیح واقعات کی تلاش اور مسلمان فرمانروایان ہند کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے اسباب و علل کی جستجو میں ایک مؤرخ کو جن مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے اُن کو مد نظر رکھتے ہوئے "آئینہ حقیقت نما" کو ہم لائق فاضل مصنف کی سعی مشکور کا آئینہ قرار دیتے ہیں۔

رسالہ "نگار" بھوپال
بابت ماہ ستمبر ۲۶ء

مولوی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ملک کے اُن مخصوص حضرات میں سے ہیں جو ایک خاص نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور اُن کی زبان و قلم سے جو کچھ نکلتا ہے اسمیں ولولۂ خدمت سے زیادہ اور جذبۂ نمود و نمائش کم یا بالکل نہیں ہوتا مولوی صاحب موصوف اپنے تاریخی ذوق کے لحاظ سے ملک میں بہت معروف ہیں۔ اور اسمیں شک نہیں کہ اسوقت تک وہ متعدد کتب و رسائل کے ذریعہ نہایت کافی اور معتبر مواد تاریخ کا اردو میں فراہم کر چکے ہیں چنانچہ یہ کتاب بھی آپکے اسی ذوق تصنیف و تالیف کا نتیجہ ہے اس کتاب کا شائع ہو جانا حد درجہ برمحل ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ

وہ خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے ہندو احباب کو بھی اسکے دیکھنے کی ترغیب دیں۔ میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب نہیں دیکھا ہے لیکن چونکہ مولوی اکبر شاہ خاں صاحب کی عمر ہی تاریخ کے مطالعہ میں صرف ہوئی ہے اسلئے مجھے وثوق کامل ہے کہ جو کچھ انھوں نے لکھا ہوگا وہ یقیناً تاریخی نقطۂ نظر سے بہت موثق و مدلل ہوگا کتابت طباعت بہت عمدہ ہے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں

منقول از رسالہ "درویش" دہلی مورخہ ۱۵ ستمبر ۲۶ء

(۲۶ اگست کا شب نامچہ) بعد مغرب سب لوگ رخصت ہوئے اور میں نے مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کی نئی تاریخی کتاب "آئینۂ حقیقت نما" پڑھنی شروع کی گیارہ بجے تک میں نے اس کتاب کے ڈیڑھ سو صفحے پڑھے اور اسکے پڑھنے سے مجھپر یہ اثر ہوا کہ ہندو مسلم معاملات پر بحث کرنیوالوں اور تبلیغی کام کرنیوالوں کیلئے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور بڑی محنت سے لکھی گئی ہے میرے خیال میں اس کتاب کا نام "ہندوؤں سے اسلامی سلوک" یا "گیارہ سو برس کی اسلامی تاریخ" ہونا چاہئے تھا۔ یہ پہلی جلد ہے اسکے بعد مولانا اور جلدیں بھی شائع کریں گے۔ میں تبلیغی رفیقوں کو مشورہ اور ہر مسلمان پر زور دیتا ہوں کہ وہ "آئینۂ حقیقت نما" کتاب کو ضرور خریدیں (۲۷ اگست کا شب نامچہ) مغرب کے بعد مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کی تاریخ اسلام "آئینۂ حقیقت نما" پڑھنی شروع کی اور دس بجے تک پڑھی۔ دلپر عجیب اثر ہوا۔ یہ کتاب تو ہر مسلمان کے گھر میں رہنی چاہئیے اور اسکے اقتباسات ہر مسلم اخبار میں شائع ہونے چاہئیں۔ یہ کتاب نہایت سنجیدہ و مدلل پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ آج سلطان محمود غزنوی کی نسبت ایسی باتیں معلوم ہوئیں۔ جو پہلے میں نے کبھی سنی بھی نہ تھیں۔ کاش میں دولتمند ہوتا اور اکبر شاہ خاں کو موتیوں میں تول دیتا اور کاش اتنا روپیہ ہوتا کہ اس کتاب کی ایک لاکھ کاپیاں مفت تقسیم کرتا تاہم میں اس کتاب کے مضامین کی اشاعت کا اہتمام ضرور کروں گا۔ اگر رات کے وقت مسلمان جماعتوں میں یہ کتاب پڑھکر سنائی جائے تو بڑا اثر ہو۔

صفی الدولہ حسام الملک شمس العلماء حضرت نواب علی حسن خان صاحب ناظم ندوۃ العلماء

(آپنے کتاب "آئینۂ حقیقت نما" پر کئی صفحات کی ایک مبسوط تقریظ نہایت مہربانی اور محبت
کے ساتھ لکھکر بھیجی ہے اُسمیں سے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں)　　(منیجر عبرت)

اس کتاب کے مطالعہ سے جو اثرات میرے قلب پر طاری ہوئے اور جو تاریخی
حقائق اُس سے منکشف ہوئے اُن کے اظہار میں اپنے کو مجبور پاتا ہوں اردو لٹریچر میں
ابتک جسقدر سرمایہ ہندوستان کے مستند اہل قلم اور مشاہیر مؤرخین کی مساعی جمیلہ سے فراہم
ہو چکا ہے وہ بجائے خود ایک متاعِ بےبہا اور گنج شائگاں ہے. مگر اسمیں بھی شبہ نہیں کہ محترم
مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی نے تاریخ کے بحر ذخار سے جن نایاب و گرانمایہ موتیوں کو
چُن چُن کر اپنی محنت شاقہ سے ایک سلک میں مسلسل اور مرتب کیا اور اردو لٹریچر کے جیب و دامن کو
مالامال کیا ہے. اُن سے تاریخی سرمایہ میں ایک گرانقدر اضافہ ہو گیا ہے مولانا [illegible] قوم و ملک کے
شکریہ کے مستحق ہیں مولانا نے ہندو اور مسلمان دونوں کیلئے ایک صحیح اور مستند تاریخ مرتب کرکے ایک ایسا آئینہ دونوں کے سامنے
رکھدیا ہے جسمیں دونوں قومیں اپنے صحیح حالات اور حقیقی خط و خال کا بچشم بصیرت خود تماشہ
کر سکتی ہیں. عزیز الوجود کتاب مذہبی اور سیاسی و تاریخی حیثیت سے سلاطین ہند کی ایک جامع و
قابل دید تاریخ ہے اور ہندو مسلمان دونوں کے لئے اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے.

حضرت مولانا وحید الدین صاحب سلیم افسر دار الترجمہ حیدر آباد (دکن)

(گرامی نامہ مرقومہ یکم اگست میں)

"آئینۂ حقیقت نما کو میں نے غور اور دلچسپی کے ساتھ پڑھا آپ نے متعصب [illegible]
لوگوں کے مقابلہ کے لئے ایک نہایت عمدہ ہتھیار مسلمانوں کے واسطے مہیا کیا ہے جس کا جوہر
صداقت ہے اور جسکی چمک سے بد اندیش لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائینگی. ایسے زمانہ میں

جبکہ تعصبات کی آگ بھڑک رہی ہو اور جبکہ مخالف اسلام گروہ کے لوگ جا و بیجا اسلام اور اہل اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ آپکا کام نہایت قیمتی و لائق ہزار تحسین و آفریں ہو۔ آپ اپنے اس اہم اور مفید کام کو برابر جاری رکھیں آپکی آواز بے اثر نہیں رہے گی۔ اُسکی گونج ہندوستان کی فضا میں مدت تک باقی رہے گی اور بہت سے گمراہوں کو راہ راست پر لائے گی اور آخرکار بے سوچے سمجھے حملہ آور حریفوں کو نادم ہونا پڑے گا۔ صداقت کا نور چمکانیوالوں کی فہرست میں آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائیگا۔ نہایت خوشی کی بات یہ ہو کہ آپکا لہجہ شیریں اور معتدل ہو معاندانہ نہیں ہو۔

گرامی نامہ

حضرت محترمی غلام اکبر خاں صاحب رئیس بٹالہ

میں نے "آئینہ حقیقت نما" کا مطالعہ کیا ہو۔ آپنے ایک راست قلم مؤرخ کا پورا حق ادا کیا ہو جملہ سامان کو جسکا ملنا مشکل تھا فراہم کر کے پڑھنے والے کے آگے رکھدیا ہو تاکہ وہ اپنی عقل سلیم اور فہم رسا سے خود نتیجہ نکال لے غیر مسلم اور خاصکر مغربی مؤرخوں نے جو تاریخیں ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زمانہ کی لکھی ہیں اُنیں دانستہ جو زہر اور سمیت بھری گئی تھی اُس زہر کو نہایت خوش اسلوبی سے علٰحدہ کر کے عسل مصفیٰ پیش کیا گیا ہو۔ چند واقعات جو اسوقت تک میری سمجھ میں نہیں آلے تھے اُن کو نہایت صحیح تفصیل اور شرح کے ساتھ حل کیا ہے مثلاً حسینی برہمنوں کی نسبت میں کئی ایک شیعہ اصحاب سے استفسار کر چکا تھا۔ مگر باوجود اپنے مذہبی مسائل کی واقفیت کے اُنھوں نے کبھی شافی جواب نہ دیا۔ آپنے اس معمہ کو بھی خوب حل کیا ہو۔ کیوں نہو ہندوستان بھر میں اسوقت تاریخی اُلجھنوں کے سلجھانے میں آپ کا دم مغتنمات سے ہو۔ میں آجکل کے مؤرخوں کی تاریخ دانی پر کبھی ہنسا کرتا ہوں اور کبھی رویا بھی کرتا ہوں مگر آپکے آئینہ حقیقت نما نے پہلے تو حیرت میں ڈالا پھر حقیقت کا صاف چہرہ دکھلایا۔ تاریخی دنیا پر آپکے سابقہ احسانات کے علاوہ یہ احسان مستزاد ہے۔

جناب مولانا محمد فاضل صاحب مدرس اسلامیہ ہائی اسکول کوہاٹ

(خط بنام منیجر عبرت)

"آئینہ حقیقت نما" کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان کے لئے عموماً اور مدرسین تواریخ کے لئے خصوصاً ایک نہایت ضروری کتاب ہے۔ قابل مصنف نے تاریخ کے چہرے سے نقاب کو بالکل الٹ دیا ہے اور صحیح معنوں میں تاریخ کو پیش کیا ہے۔ مہربانی فرما کر باقی جلدیں جسقدر ہوں بذریعہ وی پی روانہ فرمائیں مشکور ہوں گا۔

مولانا محبوب عالم صاحب مالک و اڈیٹر پیسہ اخبار اپنے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں

"پچھلے ہفتے میں میں نے ساری کتاب پڑھ لی اور پیسہ اخبار میں گذشتہ ہفتے اسپر اپنی رائے لکھدی جو ملاحظہ سے گذری ہوگی۔ میں آپکی ایسی محنت اور تلاش بلکہ کوشش اور کاوش سے کتاب لکھنے پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں یقیناً آپ نہایت نیکی اور بڑے ثواب کا کام کر رہے ہیں اور میری خواہش اور دعا ہے کہ آپ حصہ اول کو بہت جلد فروخت کر کے حصہ دوم کو چھاپ سکیں۔ میں ایک مرتبہ پھر آپکی کتاب کا پیسہ اخبار میں ذکر کروں گا۔

جناب مرزا محمد اسمٰعیل بیگ صاحب ڈاکخانہ مرد ضلع رائے پور (سی پی)

(خط بنام منیجر عبرت)

الحمد للہ کہ میں نے بہت غور سے آئینہ حقیقت نما کو شروع سے آخر تک دیکھ لیا اور اسمیں مجھ مسلمان بچہ کا فائدہ اور نیکی سکھنے کی نہایت ہی تعداد اور بیشمار فائدے نظر آئے اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور اس کتاب کو شہرت دوام اور قبولیت عام کا خلعت فاخرہ نصیب ہو آمین۔ مجھ کو دوسری جلد کا سخت انتظار ہے اگر شائع ہو گئی ہو تو ایک نسخہ بلا تامل بھیجدیں بصورت دیگر میرا نام درج کرلیں اور شائع ہوتے ہی وی پی روانہ فرمائیں۔

حضرت ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بالقابہ

(گرامی نامہ مرقومہ ۱۳ اگست میں)

میں ان دنوں بہت عدیم الفرصت رہا۔ اسواسطے کتاب بالاستیعاب نہ دیکھ سکا۔ مگر یقین جانیے کہ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی تصانیف کی اشاعت عام ہو اور مجھے یقین ہے کہ ایک دن آپکی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی آئینۂ حقیقت نما خاص طور پر قابل داد ہے۔

رسالہ القاسم دیوبند

(بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ)

ہم نے اور میرے بعض احباب نے اکثر مقامات سے دیکھا۔ کتاب اپنی شان امتیازی کے اعتبار سے لاجواب ہے۔ جن تحقیقی مراحل کو محترم مصنف نے طے فرمایا ہے وہ آپ کا ہی حق ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ مصنف کی محنت و جانفشانی عنداللہ و عندالناس مشکور و مقبول ہو آمین طباعت و کاغذ عمدہ قیمت عہ

روزنامہ سیاست لاہور

مورخہ ۔ اگست ۲۶ء

یہ ۴۳۲ صفحات کی ایک تاریخی کتاب ہے جو مولانا محمد اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی تصنیف ہے اسمیں محمد بن قاسم فاتح سندھ کے عہد سے لیکر خلجی خاندان تک کے حالات درج ہیں اس کتاب میں مستند کتب تواریخ کے حوالے دیئے ہیں ہندوستان میں اسلام کے آنے اور اسکے عروج پکڑنے کے تمام حالات نہایت مؤثر پیرایہ میں درج ہیں دیگر مورخین کے جوابات نہایت مدلل تحریر ہوئے ہیں اردو میں یہ ایک نایاب اسلامی تاریخ ہے مولانا نے یہ کتاب تصنیف کرکے ایک گرانبہا اسلامی خدمت انجام دی ہے معمولی اردو پڑھے لکھے حضرات بھی اس کتاب سے مستفید ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ۔ بدوزیب کاغذ اور لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت عہ





